بسم الله الرحمن الرحيم

THE
NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN

____

Saturday, the 20th June, 2026

____

TABLE OF CONTENTS

1. RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN 1
2. RECITATION OF HADITH 1
3. RECITATION OF NAAT 2
4. NATIONAL ANTHEM 2
5. LEAVE OF ABSENCE 2
6. CONSIDERATION OF THE RECOMMENDATIONS MADE BY THE SENATE OF PAKISTAN (GENERAL RECOMMENDATIONS) 2
7. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF STUDENTS AND FACULTY MEMBERS FROM ARMY BURN HALL COLLEGE, ABBOTTABAD IN THE GALLERY 4
8. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF STUDENTS AND FACULTY MEMBERS FROM PRIVATE SCHOOL PUNJAB IN THE GALLERY 4
9. CONSIDERATION OF THE RECOMMENDATIONS MADE BY THE SENATE OF PAKISTAN (GENERAL RECOMMENDATIONS) 4
10. ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF THE PARTICIPANTS FROM SIALKOT TAX BAR ASSOCIATION IN THE GALLERY 14
11. CONSIDERATION OF THE RECOMMENDATIONS MADE BY THE SENATE OF PAKISTAN (GENERAL RECOMMENDATIONS) 14
12. WINDING UP OF GENERAL DISCUSSION THE BUDGET 2026-27 BY THE MINISTER FOR FINANCE AND REVENUE 20
13. DISCUSSION UNDER CLAUSE (1) OF ARTICLE 82 OF THE CONSTITUTION OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN ON THE EXPENDITURE CHARGED UPON THE FEDERAL CONSOLIDATED FUND INCLUDED IN DEMANDS FOR GRANTS AND APPROPRIATIONS FOR THE FINANCIAL YEAR ENDING ON 30TH JUNE, 2027 – *(CONCLUDED)* 27

NATIONAL ASSEMBLY OF PAKISTAN
ASSEMBLY DEBATES

———————

Saturday, the 20th June, 2026

———————

The National Assembly of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at 11:15 a.m. with the honourable Speaker (Sardar Ayaz Sadiq) in the Chair.

———————

RECITATION FROM THE HOLY QUR`AN

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ
وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٧١﴾

(سورۃ آل عمران،آیات:169تا171)

[ترجمہ: پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی شیطان مردود سے۔ اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں)۔ بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور اُن کو رزق مل رہا ہے۔ جو کچھ اللہ نے اُن کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اُس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) اُن میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) اُن کو بھی نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں۔ اور اس سے کہ اللہ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔]

RECITATION OF HADITH

٤٧٥ - وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ: لَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَحَاسَدُوْا
وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا تَقَاطَعُوْا،
وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، وَ
لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ
فَوْقَ ثَلَاثٍ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

[ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں نہ بغض رکھو، نہ حسد کرو، نہ دشمنی کرو، نہ قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے۔]

RECITATION OF NAAT

محبوب ہے کیا صلّی علیٰ نامِ محمدؐ

آنکھوں کی جلا دل کی ضیا نامِ محمدؐ

تکبیر میں کلمہ میں نمازوں میں اذان میں

ہے نام الٰہی سے ملا ن نامِ محمدؐ

NATIONAL ANTHEM

جناب سپیکر: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Speaker: Leave applications.

Mr. Speaker: Mr. Mujahid Ali has requested for the grant of leave from 20th to 22nd June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

Mr. Speaker: Syed Rafiullah has requested for the grant of leave for 20th June, 2026. Is leave granted?

(The leave was granted.)

CONSIDERATION OF THE RECOMMENDATIONS MADE BY THE SENATE OF PAKISTAN (GENERAL RECOMMENDATIONS)

Mr. Speaker: Consideration of recommendations made by the Senate.

اس میں please ایک تو نام دے دیں اور ہم restrict کریں گے 4 سے 5 منٹ کے لیے only to the subject اس سے پہلے میں آپ کو بتا دوں کہ ہم نے 40 گھنٹے کی debate مکمل کر لی ہے اور ہم نے 53 hours 31 minutes کی debate کی ہے۔ ملک عامر ڈوگر صاحب آپ کا 9 hours 32 seconds کا allocated time تھا، لیکن آپ نے 14 hours 42 minutes consume کیے ہیں، آپ نے 5 hours 41 minutes and 28 seconds extra بات کی ہے۔ آپ کے 67 Members بولے ہیں۔ کل بھی جو آپ کے ممبران رہ گئے تھے ان کو فون بھی کراتے رہے ہیں، پرسوں بھی بلکہ پچھلے تین دنوں سے کہ آپ بھی اپنی رائے یہاں پر دے جائیں۔ مگر 75 میں سے 67 بولے تھے، باقی نہیں بول سکے۔ تو اب مجھے نام دے دیجئے۔ جی، عالیہ صاحبہ، آپ پہلے بات کر لیجیے۔

محترمہ عالیہ کامران: شکریہ محترم آپ کا۔ یہ سفارشات، جن پہ ہم بات کرنے جارہے ہیں، ان کا مقصد عوام کو reliefفراہم کرنااور معاشی استحکام کو فروغ دینا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے recommendations جو دیں، recommendations جی، Senate کی سفارشات۔

محترمہ عالیہ کامران: سر، سینٹ کی سفارشات ہیں، میں سینٹ کی طرف سے جو سفارشات تھیں ان پہ بات کر رہی ہوں، کیونکہ یہ سفارشات کادرجہ رکھتی ہیں۔ لیکن سر! سینٹ فیڈریشن میں اکائیوں کی نمائندگی کرتا ہے تو محترم، as a good gesture، ان سب سفارشات کو منظور کر لیناچاہیئے۔ خیر ان میں چند سفارشات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتی ہوں۔

سر! سب سے پہلے recommendation نمبر 63 یہ سفارش کی گئی ہے کہ Income Tax Ordinance 2001 کے Section 236 کے تحت Telecom Services پر عائد Advance Tax کو 15% سے کم کرکے 8% کیا جائے۔ تو سر، یہ بہترین سفارش ہے کیونکہ لاکھوں Mobile Phone اور Internet صارفین کو براہِ راست اس سے relief ملے گا۔ آج کل کے زمانے میں یہ بہت ضروری ہے، تعلیم کے لیے، کاروبار کے لیے، روزگار کے لیے اور معلومات کی رسائی کے لیے۔ اس ٹیکس کی کمی سے digital شمولیت کو فروغ ملے گا۔ تو سر، یہ بہت اہم recommendation ہے، اس کو منظور ہونا چاہیئے۔

سر! اسی طرح recommendation نمبر 65 اور 88 پر دیکھیں کہ ضروری اشیائے خورد و نوش، ادویات، تعلیمی مواد اور زرعی شعبے میں استعمال ہونے والی اشیاء پر General Sales Tax میں کمی کی جائے، تاکہ بنیادی ضروریات پر جب یہ ٹیکس کم ہوں گے تو automatically کم آمدنی والے طبقات کو ریلیف ملے گا۔ یہ ان کے تحفظ کے لیے بہت ضروری ہے اور مہنگائی کے اثرات بھی کم ہوں گے، اور عوام کو سستی چیزیں ملیں گی۔

سر! recommendation نمبر 64 پر آپ یہ دیکھیئے کہ بجلی کے نرخوں میں کمی کے لیے فنڈ مختص کیے جائیں، یا کم بجلی استعمال کرنے والے صارفین کو targeted subsidy فراہم کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔ ساتھ ہی capacity payments اور گردشی قرضوں میں کمی کے لیے ایک شفاف اور قابلِ عمل roadmap متعارف کرانے پر زور دیا گیا ہے۔ سر، اس اقدام سے بھی صارفین کو ریلیف ملے گا اور توانائی کے شعبے میں اصلاحات ہوں گی تو اچھا ہے۔

سر! Petroleum levy کے لیے انہوں نے ترمیم کی سفارش کی ہے، نمبر 104 پہ۔ اس میں petroleum products levy کی زیادہ سے زیادہ حد مقرر کرنے کا کہا گیا ہے۔ اس پر cap ہونا بہت ضروری ہے، اور اس لیے بھی ضروری ہے کہ IMF نے petroleum levy کو اسّی روپے تک کہا تھا، تو ہم سوا سو تک اس کو لے گئے ہیں۔ تو cap ہونا اس پر بہت ضروری ہے۔ سر! اس کے لیے ان کی ایک اور سفارش بھی بہت اہم ہے، کہ وفاقی حکومت ہر سہ ماہی میں Levy کی شرح، وصولیوں اور ان کے استعمال کی تفصیلات عوام کے سامنے رکھے۔ تو

سر، یہ بھی شفافیت کے عمل کے لیے بہت ضروری ہے۔ Prime Minister صاحب نے بھی جس طرح سے کہا کہ ایک حساب عوام کے سامنے آئے گا، تو یہ ایک اچھی سفارش ہے۔

سر! Specially، بلوچستان کے ترقیاتی منصوبوں کے حوالے سے، دو تین ترقیاتی منصوبے اس میں ہیں۔ کیونکہ بلوچستان رقبے کے لحاظ سے بڑا صوبہ ہے اور قومی ترقی میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ تو سر، یہاں پر جو جاری اور مجوزہ ترقیاتی منصوبے ہیں، ان پر خصوصی توجہ ہونی چاہیئے۔ اس کے لیے مناسب funds ، بروقت تکمیل، مؤثر نگرانی اور شفاف عمل کو یقینی بنایا جائے، تاکہ وہ ثمرات ہمارے سامنے آسکیں۔

سر! ایک اس میں 27 کے اوپر مجھے ان کی سفارش بڑی اچھی لگی۔

جناب سپیکر: کون سی؟

محترمہ عالیہ کامران: سر! 27 نمبر کے اوپر۔ 27 نمبر کے اوپر سفارش یہ تھی کہ Income Tax Department کے لوگوں کے uniform کے حوالے سے۔ تو سر، یہ بہت اچھا ہے۔ Uniform ضروری ہونا چاہیئے، تاکہ لوگ harassment سے بچ سکیں اور ان کو پتا ہو کہ پوچھنے والا کون ہے۔ وہ uniform کی عزت کے لیے بھی بہت ضروری ہے۔ یہ بہت اچھی سفارش ہے۔

اور سر! 26 پر بھی جو exporters کو فائدہ دیا گیا ہے، اس کے اندر 1% کو جو بحال کیا گیا ہے، یہ بھی بہت اچھی سفارش ہے۔ یہ سفارشات ملک کے لیے بہت ضروری ہیں۔ ان تمام سفارشات کو دیکھا جائے جو سینٹ کی طرف سے آئی ہیں، کیونکہ یہ ملک کے لیے بہتر ہیں، تاکہ ملک معاشی طور پر ترقی کر سکے۔ ان کو دیکھا جائے۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF STUDENTS AND FACULTY MEMBERS FROM ARMY BURN HALL COLLEGE, ABBOTTABAD IN THE GALLERY

جناب سپیکر: شکریہ۔ عمیر نیازی صاحب، بات کرنے سے پہلے میں ایک announcement کرنا چاہوں گا۔ Students of Army Burn Hall College Abbottabad تشریف رکھتے ہیں Visitor's Gallery میں، ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF STUDENTS AND FACULTY MEMBERS FROM PRIVATE SCHOOL PUNJAB IN THE GALLERY

جناب سپیکر: پرائیویٹ سکول پنجاب سے بھی نوجوان تشریف لائے ہیں، ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

CONSIDERATION OF THE RECOMMENDATIONS MADE BY THE SENATE OF PAKISTAN (GENERAL RECOMMENDATIONS)

جناب سپیکر: جی عمیر صاحب۔

جناب عمیر خان نیازی: جناب سپیکر، شکریہ۔ سینیٹ recommendations کی بنیاد Article 73 کے تحت formulate ہوتی ہیں اور ہم تک پہنچتی ہیں۔ Article 73 کی scheme میں Senate recommendations کا آنا اور ان پر عمل ہونا، یہ 2 مختلف

چیزیں ہیں۔ جس طرح کا role ہم نے سینیٹ کو دے دیا ہے financial matters میں، ہم اسے Upper House نہیں، اسے as unequal House treat کر رہے ہیں۔ unequal House treat کرنے کی وجہ سے یہ بڑی با معنی قسم کی recommen-dations بے معنی نظر آتی ہیں اور وہ کیوں آتی ہیں، اس کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ کہ ہم provincial autonomy کے اصول سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

اگر جناح کے 14 نکات، جو ہمارے آئین کی بنیاد ہیں، جس سے ہم ساری اپنی inspiration draw کرتے ہیں، اس کا بھی ایک نکتہ تھا Provincial autonomy اور اس کو بھی ہم نے compromise کیا ہے۔ جب ہم نے سینیٹ کا role relegate کیا ہے ان financial matters میں۔ اس کا خالی ایک حوالہ دوں گا کہ 8 نومبر 1948 میں محمد علی جناح صاحب کی تقریر کو اگر پڑھ لیا جائے تو ہم سمجھیں گے کہ ہمیں سینیٹ کے role کو revisit کرنا پڑے گا۔ اگر ہم آج revisit کر لیں، ہم صوبوں کو equal partners treat کریں، تو میں سمجھوں گا کہ سینیٹ بھی اپنا جو role ادا کر رہا ہے، اس کا وزن بھی ہو گا، وہ معنی بھی رکھے گا۔

سینیٹ کی recommendations primarily revolve around کر رہی ہیں subsidies کو، Parliam-entary oversight seek کر رہی ہیں۔ ان کی demand ہے کہ ہم اپنے debt management اور circular debt کو reduce کریں، ہم climate change کے effects کو mitigate کریں اور سب سے important، ہم اپنی tax base کو broaden کریں۔ اس کے لیے انہوں نے بہت ساری recommendations دی ہیں۔

مگر میں ان کی recommendations سے ہٹ کر تھوڑی سی بات اس چیز پر کروں گا کہ سینیٹ نے کچھ چیزوں کو نظر انداز بھی کیا ہے۔ دیکھیں، انہوں نے Petroleum Development Levy کی بات جگہ جگہ کی، مگر انہوں نے کہیں بھی یہ demand نہیں کی کہ petroleum levy کو across the board reduce کیا جائے۔ اس کے ہماری تجارت پر منفی اثرات آ رہے ہیں۔ Interestingly، secondly Senate recommendations، اگر serial number 50,51,75 اور 78 کو دیکھا جائے، تو اب یہ سینیٹ کی طرف سے آ رہی ہیں اور یہ ایک ہی شعبے سے متعلق ہیں۔

جناب سپیکر: 51؟

جناب عمیر خان نیازی: 51، 75، 78، میں اب batteries کی import اور duties پر اضافہ مانگا جا رہا ہے، دوسری طرف lithium batteries کے لیے local concessions کی بات کی جا رہی ہے۔ جب اس طرح کی recommendations آئیں تو کچھ تحفظات اٹھتے ہیں اور وہ یہ ہوتے ہیں کہ سینیٹ پورے پاکستان کا House ہے، وہ کسی ایک segment کے کاروبار کے تحفظ کے لیے نہیں ہے۔ اس طرح لگتا ہے کہ شاید کسی ایک کو تحفظ دینے کے لیے یا کسی کا کاروبار چلانے کے لیے یہ recommendations آ رہی ہیں۔ Youth

Employment Fund, recommendation No. 84 ہےاور یہ بڑی اچھی تجویزان کی طرف سے آئی ہے۔ اگر119پر دیکھ لیا جائے ،اس کے بر عکس PSDP میں Prime Minister Exports arena کا جو initiative ہے اس پر وہ demand کر رہے ہیں کہ اس کی funding ختم کر دی جائے۔ یہ ایک قسم کا تضاد آتا ہے۔ آپ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ youth کے لیے fund بنائیں اور دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ youth کی سکیموں کو روک دیا جائے، تو یہ مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں آپ کہہ رہے ہیں youth کی scheme کو drop کرنا چاہیئے تھا تو آپ کو PSDP detail سے دیکھنی چاہیئے تھی۔

میں ساتھ ہی entries No. 63, 88, 90, 107 کی بات کروں گا۔ Same Items کی بار بار بات کی گئی ہے۔ Primarily objective Senate کا کیا ہے کہ عام آدمی کو reduction دی جائے GST میں، مگر اس طرح کی repeat entries کو دیکھنا چاہیئے تھا۔ اتنے بڑے document میں یہ اس طرح سے نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ ایک entry ہے سب سے interesting, 89. اب اس میں FED on petroleum linked inputs کی بات کی گئی ہے۔80لیٹر پر FED impose کی گئی ہے۔اس کا ایک background ہے۔ میرے خیال سے سینیٹ کو دیکھنا چاہیئے تھا کہ Government of the day کا یہ لگانے کا objective کیا تھا۔ یہ سارے جو petroleum linked products ہیں، یہ as cheap substitute استعمال ہو رہے ہیں، آپ کے mixing کے لیے اور اسے تیل کر کے بیچا جا رہا ہے۔ اگر کسی برائی کو روکنے کے لیے کوئی چیز لگائی جا رہی ہے تو میرے خیال سے اس کی مخالفت سینیٹ جیسے forum کی طرف سے نہیں آنی چاہیئے تھی۔

ساتھ ہی ساتھ entry No.98 ہے، National Disaster Risk Financing Fund کے establish کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اب fund establish ہونے میں کوئی ممانعت نہیں، ایک اچھی بات ہے، مگر پہلے ایک National Disaster Risk Management Fund بھی تو موجود ہے۔ اس fund میں جو خرابیاں ہیں تو کم از کم وہ ٹھیک کر لی جاتیں۔ اب وہ fund سارا debt based ہے۔ دنیا carbon produce کر رہی ہے، نقصان پاکستان کا ہو رہا ہے، ہم قرضے لے کے اس fund کو چلا رہے ہیں اور ہم اپنا قرضہ بڑھا رہے ہیں۔ بجائے کہ اس کو ٹھیک کر دیں، ہم ایک اور fund کی تجویز دے رہے ہیں، جو کہ مجھے تھوڑا سا عجیب لگا۔

ساتھ ہی ساتھ entry No. 112 ہے سینیٹ recommendations کی۔ اس میں oppose کیا گیا ہے Margalla avenue link to M-1, PSDP کی یہ serial No. 533 پر ہے۔ اس طرح کے vital projects پر بھی ہم اعتراض کریں تو بنتا نہیں ہے۔ اب دیکھیں، motorway اسلام آباد سے connected ہی نہیں ہے۔ پشاور سے KP, CPEC کا سارا workload اسی link نے سنبھال لیا ہے۔ اب چند ارب روپے کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنی معیشت کو، اپنے لوگوں کو stall کر دیں، تو یہ بھی مناسب نہیں ہے۔

میں کہوں گا کہ سینیٹ کو ایک اور چیز کو دیکھنا چاہئیے، تاکہ development across the board ہو سکے۔ ہمارے سندھ کے دوستوں نے بار بار بات کی کہ سکھر-حیدرآباد motorway بنائیں، اس کے لیے کتنے fund رکھے گئے؟ اس کے لیے 30 ارب dedicate کیا گیا، ایک اور road ہے، جو PSDP کے serial No. 75 پر ہے، میں اس کو کہوں گا Raiwind road، جو لاہور سے راجہ جنگ تک جاتی ہے، 18 کلو میٹر کے لیے آپ نے 20 billions رکھ دیے۔ اس پر سینیٹ نے اعتراض نہیں کیا۔

تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک سینیٹ کے اس role کو ہم بہتر نہیں کریں گے، سینیٹ بھی اپنے role کو justify نہیں کر سکے گا۔ سینیٹ کو ہم نے finance matters میں خالی ایک club بنادیا ہے، جو خالی specific stakeholders کی input دے رہا ہے۔ تو اس چیز کو بھی دیکھنا چاہئیے۔ شکریہ جی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ دونوں عالیہ صاحبہ اور عمیر صاحب نے اچھی تیاری کی تھی۔ نعیمہ کشور خان صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ سینیٹ کی جتنی چیزوں پر بات ہوئی، اس کو میں نہیں دہراؤں گی۔ اگر میں اس کی recommendations پر آؤں، جو 28 پر دی گئی ہے، صنعت، بجلی اور گیس کو tariff میں relief دیا جائے، تو ایک اچھی recommendation ہے، کیونکہ اس سے عام آدمی کو relief ملے گا۔ جناب سپیکر صاحب! اگر ہم سینیٹ recommendations کو دیکھیں تو بہت ساری ایسی ہیں، کہ ان میں tax reduce کیا گیا ہے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے، جس طرح میرے فاضل بھائی نے بھی کہا ہے، کہ کچھ چیزوں کو انہوں نے نظرانداز کیا ہے۔ اگر 140 recommendations کو دیکھیں، لیکن ضم شدہ اضلاع کے حوالے سے آپ کو کوئی recommendation نظر نہیں آتی، کیونکہ جب ہم انضمام کر رہے تھے تو اس وقت ہم سے یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ 10 سال تک ان کو Tax میں relief دیا جائے گا، لیکن ان recommendations کو دیکھ کر ہمیں مایوسی ہوئی کہ اِدھر اس حوالے سے کوئی بات نہیں ہے۔ آگے 43، 42، 41 اور 44 تک دیکھیں تو زراعت کے حوالے سے ہیں۔ جو اچھی recommendations ہیں وہ ہونی چاہئیں۔ ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ زراعت ہماری ریڑھ کی ہڈی ہے، لیکن اس طرح سے توجہ نہیں دی جا رہی۔ اس کو دیکھنا چاہئیے۔

جناب سپیکر صاحب! سب سے اہم چیز جو مجھے touch ہوئی ہے، وہ recommendation No. 59 ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ جو مقیم اور دوروں پر آئے ہوئے غیر ملکیوں کو اپنے ذاتی استعمال کے لیے الکوحل مشروبات لانے کی اجازت دی جائے۔ ہمارے آئین کے Article 37H میں لکھا ہے کہ اقلیتوں کو اپنے مذہبی purpose کے لیے شراب کی اجازت ہونی چاہئیے۔ 2013 سے میں اس پارلیمنٹ میں ہوں۔ ہمارے اقلیتی ممبران مل کر amendments لا رہے ہیں کہ ہمیں کوئی ضرورت نہیں ہے، ہمارے کسی بھی مذہبی تہوار میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس کو ختم کر رہے ہیں۔ سینیٹ سے recommendation آئی ہے کہ foreigner لوگ آتے ہیں اور اس میں بہت

سارے پاکستانی بھی ہوں گے۔ آپ ایک اور رستہ کھول رہے ہیں کہ شراب کو ان کے لیے کھول دیا جائے۔اس کو میں deny کرتی ہوں اس قسم کی recommendations نہیں آنی چاہئیں،اس پر نظرِ ثانی کی جائے۔

61نمبر پر ہے کہ ملازمین کی تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ کیا جائے۔ ہم نے تو اپنی speeches میں کہا تھا کہ 20 سے 30 فیصد کیا جائے، لیکن اگر 15 فیصد بھی کیا جائے تو بہتر ہو گا کیونکہ مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی ہے،اس لیے میں اس کو support کروں گی۔

اسی طرح اگر آگے جائیں تو 63, 64اور 65 education اور targeted subsidy کے حوالے سے ہیں، تو ان کو بھی ہم support کریں گے کیونکہ ہماری جامعات کو دیکھیں تو کوئی بھی university بین الاقوامی درجہ بندی میں شامل نہیں ہے۔ اگر ہم ان کو مراعات اور وسائل دے دیں تو بہتری آسکتی ہے۔

اگر میں آگے جاؤں تو 82اور 85 مقامی حکومتوں کے حوالے سے ہیں،ان کو بھی میں support کرتی ہوں کیونکہ ہم مقامی حکومتوں کو اختیار اور ترقیاتی فنڈ نہیں دے رہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ مرکز سے ان کو direct funding ہونی چاہئے۔82اور 85 سمیت اس نوعیت کی recommendations بلدیاتی نظام کے حوالے سے ہیں،اس لیے ہم ان کی حمایت کریں گے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی مجھے افسوس ہوتا ہے کہ ہم یہاں بار بار NFC کی بات کرتے ہیں، لیکن جب صوبوں میں جاتے ہیں تو Provincial Finance Commission پر عمل نہیں ہوتا۔اگر میں اپنے صوبے کی مثال دوں تو تیرہ سے پندرہ سال ہو گئے ہیں، لیکن ایک بھی Provincial Finance Commission نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ repeat کریں۔اسد قیصر صاحب سن رہے ہیں، آپ اپنی بات بتانا چاہ رہی ہیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: میں یہ عرض کر رہی تھی کہ بلدیات کے حوالے سے یہ recommendations اس لیے آئی ہیں کیونکہ بلدیاتی ادارے محروم ہیں۔ ہمارے صوبے میں Provincial Finance Commission نہیں ہو رہا۔ہم وفاق سے NFC تو مانگ رہے ہیں لیکن مقامی حکومتوں کو فنڈ نہیں دے رہے۔اسی لیے Senate بھی مجبور ہوا کہ recommend کرے کہ مرکز سے بلدیاتی اداروں کو براہِ راست funding دی جائے، کیونکہ صوبے ان کو مطلوبہ فنڈز نہیں دے رہے۔ پچھلے بلدیاتی tenure میں بھی ان کے فنڈز میں کٹوتی کر دی گئی تھی، حالانکہ ان کے پاس مکمل اختیارات بھی نہیں تھے۔اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اسی طرح اگر میں آگے 86 پر آؤں تو اس میں گھروں کے لیے پہلی بار قرضے دینے کی بات کی گئی ہے۔"اپنا گھر scheme" ایک اچھی scheme ہے، لیکن میری گزارش ہے کہ یہ بلا سود ہونی چاہئے۔اس وقت تقریباً 5 فیصد سود ہے، جس کی وجہ سے عام لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا پاتے۔اگر بلا سود قرضے دیے جائیں تو عوام کو حقیقی فائدہ ہو گا۔

اسی طرح 95 نمبر پر تمباکو پر tax بڑھانے کی سفارش کی گئی ہے۔ میں اس کو مکمل support کرتی ہوں۔ کیونکہ schools اور colleges میں اس کا استعمال بڑھ رہا ہے، اس لیے اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر: سگریٹ اور منشیات میں فرق ہے، سگریٹ کو منشیات نہ کہیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جی، میں سگریٹ کے بارے میں کہہ رہی ہوں کہ اس پر tax زیادہ ہونا چاہیئے کیونکہ آج کل نئی نئی چیزیں بھی آگئی ہیں۔ آخر میں recommendation نمبر 100 کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گی کہ gender-based Budgeting پر توجہ دی جانی چاہیئے۔ خواتین کے حقوق اور نمائندگی کی بات تو کی جاتی ہے، سفارشات بھی دی جاتی ہیں، لیکن عملی توجہ نظر نہیں آتی۔ اس اسمبلی میں خواتین کے لیے بنیادی سہولیات تک محدود ہیں، ترقیاتی فنڈز میں بھی gender perspective شامل نہیں کیا جاتا۔ میرے خیال میں gender-based Budget پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: عامر ڈوگر صاحب۔

ملک محمد عامر ڈوگر: بہت شکریہ جناب سپیکر! کہ آپ نے Senate recommendations پر بات کرنے کا موقع دیا۔ مجموعی طور پر 140 Senate recommendations National Assembly کو موصول ہوئی ہیں اور ہم ان پر گفتگو کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے میں recommendation نمبر 1 پر بات کروں گا جس میں Senate نے سفارش کی ہے کہ petroleum levy اور climate support levy کو الگ الگ کیا جائے۔ میری بھی recommendation ہو گی کہ یہ ایک مناسب تجویز ہے۔ کل petroleum مصنوعات کی قیمتوں میں نمایاں کمی آئی اور مجھے امید ہے کہ جس طرح ایک بڑا امن معاہدہ ہوا اور اس میں پاکستان کو عزت ملی، اس کے ثمرات بھی سامنے آئیں گے۔ خطے اور دنیا میں جو اضطراب اور بے چینی تھی، خصوصاً Iran-America-Israel تنازع کے اثرات سے ہم بھی متاثر تھے۔

میں حکومت کو appreciate کرتا ہوں کہ کافی عرصے بعد عوام کو کچھ relief ملا ہے، لیکن آج بھی recommendation نمبر 1 کے مطابق حکومت پیٹرول اور ڈیزل پر مجموعی طور پر تقریباً 123 روپے petroleum levy وصول کر رہی ہے۔ اس کو کم کیا جانا چاہیئے تاکہ عام آدمی کو مزید ریلیف مل سکے۔

اسی طرح recommendation نمبر 29 میں Senate نے کہا ہے کہ businessmen کے refunds یک مشت ادا کیے جائیں۔ COVID کے دور میں اور ہماری حکومت، یعنی عمران خان صاحب کی حکومت میں، refunds ایک ہی وقت میں ادا کر دیے جاتے تھے۔ اگر اضافی گوشواروں کی رقم بھی ایک ماہ کے اندر refund کر دی جائے تو اس سے businessman اور industrialist کی حوصلہ افزائی ہو گی۔

اسی طرح recommendation نمبر30میں telecommunication services کے advance tax کو 15فیصد سے کم کرکے 8فیصد کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اور اہم نکتے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں، لیکن پورے پاکستان میں تشویش پائی جاتی ہے کہ شاید ایسی legislation لائی جارہی ہے جس کے تحت کوئی بھی telecom company اپنی ضرورت کے مطابق کسی بھی جگہ tower یا booster لگانے کے لیے زمین حاصل کر سکے گی۔

سر! یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر میرا گھر یا دکان ہے اور میں نہیں دینا چاہتا تو telecom company کو یہ اختیار کیسے دیا جاسکتا ہے کہ وہ زبردستی زمین حاصل کرے اور وہاں tower نصب کردے؟ اس معاملے پر Finance Minister صاحب وضاحت کریں۔

جناب سپیکر: Finance Minister Sahib آپ یہ explain کردیجئے گا۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر! ہمارا ایک زرعی ملک ہے۔ آپ خود بھی کاشتکار ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ کھاد، بیج اور spray کتنے مہنگے ہو چکے ہیں۔ پچھلے تین سال میں کسان بری طرح متاثر ہوا ہے جبکہ اسے اپنی پیداوار کی مناسب قیمت بھی نہیں مل رہی۔

کھاد کے شعبے پر income tax کی جو شرح عائد کی گئی ہے، میری رائے میں اسے واپس لیا جائے تاکہ کھاد سستی ہو اور کسان کو ریلیف مل سکے۔

اسی طرح recommendation نمبر44میں Senate نے کہا ہے کہ زراعت کے شعبے پر بالواسطہ ٹیکسوں کا بوجھ کم کیا جائے تاکہ کسان مختلف زرعی اشیاء کی خریداری پر کم اخراجات برداشت کرے اور پیداوار میں اضافہ ہو۔

لہٰذا زراعت پر عائد مجموعی tax burden کو کم یا ختم کیا جانا چاہیئے، جیسا کہ Senate نے بھی سفارش کی ہے۔

اسی طرح recommendation نمبر54میں Senate نے National Assembly سے سفارش کی ہے کہ university faculty کو دی جانے والی tax چھوٹ اور جو مراعات تھیں وہ بحال کی جائیں۔ تاکہ جو اساتذہ ہیں اگر ہماری قوم پڑھی لکھی ہوگی تو آگے ہم deliver کر سکیں گے۔ تو ان کی حوصلہ افزائی ہو جائے گی ۔ اس میں researchers, professors, Ph.Ds اور Doctors ہیں۔ ان کا research allowance ختم کردیا گیا تھا، اس کو بھی بحال کیا جائے۔

اسی طرح جناب قومی اسمبلی سے recommendation ہے کہ وفاقی حکومت کے ملازمین اور خاص طور پر pensioners مشتاق صاحب یہ بات آپ کے لیے ہے۔

جناب سپیکر: نمبر؟

ملک محمد عامر ڈوگر: وفاقی حکومت کے ملازمین اور pensioners کا جو medical allowance ہے۔ سر جو 2015 سے freeze ہوا ہوا ہے سر اس کو بحال کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ کونسی والی کی آپ بات کر رہے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر! یہ Recommendation No. 60 ہے۔

جناب سپیکر: 60 جی۔

ملک محمد عامر ڈوگر: سر! پھر again دوسری بات میں اپنے بزرگوں کے لیے کروں گا کہ Recommendation No. 61 کہ وفاقی حکومت کے ملازمین کی اور اسی طرح صوبائی حکومتوں کے ملازمین تمام یعنی جو ہمارے سرکاری ملازمین ہیں ان کی تنخواہوں میں کم از کم 15 فیصد اضافہ کیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس بجٹ میں سرکاری ملازمین کے لیے تھوڑا سا relief موجود ہے۔ اتنی مہنگائی کے طوفان میں جتنے percent مہنگائی بڑھ چکی ہے۔ اس میں یہ 7% تنخواہیں بڑھانا نہ ہونے کے برابر ہے۔ سرکاری ملازمین تو پس گئے ہیں، کم از کم ان کی تنخواہوں میں 15% اضافہ کیا جائے۔

سر! اسی طرح آگے 64 میں، سر! گھریلو صارفین جو بجلی استعمال کرتے ہیں ان کو targeted subsidy دی جائے تاکہ جو گھریلو صارفین اتنی مہنگی بجلی استعمال کرتے ہیں اس میں کمی کی جائے۔

سر! اسی طرح آگے 65 سینیٹ کی Recommendation میں کھاد، بیج، کیڑے مار ادویات، ڈیزل اور زرعی مشینری پر taxes اور duties کو جیسے میں نے پہلے بھی 31 میں کہا ہے کہ zero کیا جائے، بالکل ختم کیا جائے یا کم کیا جائے کیونکہ پچھلے تین سال سے زراعت کا شعبہ سب سے زیادہ loss میں جا رہا ہے۔ کاشتکار اگر خوشحال ہوگا تو آپ کی معیشت بڑھے گی کیونکہ زراعت آپ کی معیشت کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔

سر! تیسرے 68 میں جہاں تک ممکن ہو سکے آپ اپنے غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کریں اور جو mid term ہمارے loans ہوتے ہیں، ان میں بھی کمی کی جائے۔ اور سر! اگر آپ اس نیشنل اسمبلی سے ہم بجٹ تو پاس کرواتے ہیں، ساری چیزیں یہیں سے ہم لیتے ہیں۔ تو میں چاہوں گا کہ یہ پورا جو پلان ہے وہ بھی نیشنل اسمبلی میں آئے اور نیشنل اسمبلی اس کو discuss کرے، سینیٹ کی اس recommendation میں بھی یہی ہے۔

اسی طرح سر! 72 میں پھر ایک بار، میں نے بات پہلے کرلی ہے petroleum levy کی کہ اس کو الگ کیا جائے۔

سر! اس کے بعد Recommendation 120 ہے، سر۔ اس میں مجھ سے پہلے میرے بھائی عمیر نیازی صاحب نے بھی بات کی۔ میں اس کو سپورٹ کروں گا کہ کراچی حیدر آباد اور حیدر آباد سکھر موٹروے کے لیے جو پیسے آپ نے رکھے ہیں وہ انتہائی ناکافی ہیں۔ ان میں اضافہ کیا جائے اور اس سال اس موٹروے کو شروع کیا جائے تاکہ پشاور سے کراچی تک آپ کے موٹروے کے یہ missing link مکمل ہو جائے۔ اور ساتھ

ساتھ سر جو تاجکستان پاکستان اور وسطیٰ ایشیا کے درمیان جو ایک transmission line 500kv کی ہے جس کو ورلڈ بینک نے منظور بھی کر دیا تھا اور اس کی feasibility بھی بن گئی تھی اور یہ راستہ کم سے کم سکیورٹی والے علاقوں سے گزرتا ہے۔ تو اس mega project کو سر مکمل کیا جائے۔

سر! اس کے ساتھ ساتھ کیونکہ یہ ایک mega project ہے۔ جس سے پاکستان کا future ہماری معیشت، ہماری بے روزگاری کے خاتمے میں یہ معاون ثابت ہو گی۔ اسی طرح سے میں آج پاکستان ایران گیس پائپ لائن کی بھی بات کروں گا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ حکومت ایران پاکستان گیس لائن جو 2003ء میں ایران پاکستان کے بارڈر تفتان میں انہوں نے لا کر کھڑی کر دی تھی اور وہاں تک وہ لے آئے تھے۔ 2003ء میں مجھے اتفاق ہوا ایران جانے کا۔ 2003ء میں پاکستان ایران کے بارڈر تفتان پر ایران پاکستان گیس لائن آ گئی تھی۔ 36 انچ کی وہ لائن تھی، آج دن تک مختلف پابندیوں کی وجہ سے وہ کھڑی ہے۔

تو سر اس ملک کو اللہ نے ایک موقع دیا ہے اور ایسے موقع قوموں کی تاریخ میں صدیوں میں آتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا avenue open ہو گیا ہے اور ایران سے ہمیں فی الفور گیس پائپ لائن اور پیٹرول لینا چاہیئے تاکہ اس ملک میں energy crisis کا خاتمہ ہو اور یہ ملک آگے بڑھے۔ سر بہت شکریہ۔ Thank You.

جناب سپیکر: شکریہ جی، اسد قیصر صاحب۔

جناب اسد قیصر: شکریہ جناب سپیکر۔ اس Senate Recommendation No. 95 میں انہوں نے recommend کیا ہے کہ cigarette اور تمباکو کی مصنوعات پر سالانہ تمباکو ٹیکس میں اضافہ، افراط زر اور آمدنی میں اضافے سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اصل میں یہ بالکل انہوں نے ٹھیک بات کی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جو tobacco کی final products ہے یعنی جو cigarette کی ڈبی ہے اس پر آپ ٹیکس لگائیں، بے شک جتنا بھی ٹیکس لگائیں۔ لیکن اس کی جگہ آپ جب crop پر ٹیکس لگاتے ہیں تو اس سے کسان زیادہ متاثر ہوتا ہے اور اس سے کسان کی economic condition خراب ہوتی ہے۔ تو ایک ہماری تجویز یہ ہے کہ آپ بے شک جو tobacco final products ہیں یعنی سگریٹ ہے، اس کے اوپر آپ جتنے ٹیکس لگا سکتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

No. 2 یہ جو ابھی محترمہ نے بات کی ہے، مجھے اس کی سمجھ نہیں آئی کہ کیا وہ تمباکو کو drugs کہہ رہی ہیں یا۔۔۔

جناب سپیکر: سگریٹ کو drug کہا تھا۔

جناب اسد قیصر: وہ cigarette کی definition بتائیں۔ جناب سپیکر! مجھے سمجھ نہیں آ رہی شاید یہ کے پی اسمبلی کی ممبر بھی رہی ہیں ادھر سے۔ اس اسمبلی کی ایک متفقہ قرارداد ہے کہ تمباکو کو agriculture product declare کر کے اور وہ قرارداد ہم نے آپ کے پاس بھیجی تھی جب میں سپیکر تھا اس وقت میں آپ نے پاس بھیجی تھی۔ تو یہ ہماری کے پی اسمبلی کا متفقہ Resolution ہے کہ تمباکو کو

agriculture product declare کریں۔ تو اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ 390% آپ نے جو ٹیکس لگایا ہے tobacco پہ تو یہ کار گر ثابت نہیں ہوا۔ اس کی وجہ سے آپ کا revenue کم ہو گیا ہے۔ آپ کا revenue 294 سے گھٹ کے 165 پہ آ گیا ہے۔

تو ہماری request ہے۔ آپ جتنا بھی سگریٹ پہ ٹیکس لگانا چاہتے ہیں، ڈبی پہ ٹیکس لگانا چاہتے ہیں، وہ لگائیں۔ لیکن جو tobacco original agricultural crop ہے اور جو ہمارے علاقے کی economy کی back bone ہے kindly اس پہ اپنا ٹیکس ختم کریں۔ Thank you.

جناب سپیکر: جی، شبیر قریشی صاحب۔

جناب محمد شبیر علی قریشی: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! سینٹ نے جو recommendations دی ہیں PSDP کے حوالے سے اس میں انہوں نے یہ تجویز دی ہے کہ PSDP کی on-going schemes کو ترجیح دے کر مکمل کیا جائے اور جو پسماندہ علاقے کی schemes ہیں ترقیاتی جیسا کہ بلوچستان ہے یا جنوبی پنجاب ہے ان کو بھی ترجیحی بنیادوں پہ مکمل کیا جائے۔ جبکہ افسوس کی بات ہے جناب سپیکر! کہ یہ حکومت جنوبی پنجاب کو ترقیاتی بجٹ میں مکمل طور پر نظر انداز کر رہی ہے۔ اگر جنوبی پنجاب کی سکیمیں ہوتی ہیں تو اس کے لیے فنڈ مختص نہیں کیے جاتے۔ اگر فنڈ مختص کیے جاتے ہیں تو ground پہ اس کا کام تاخیر کا شکار رہتا ہے۔ جبکہ عمران خان صاحب کے دور میں جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کو پہلی دفعہ اس کا حق ملا، وزارت اعلیٰ جنوبی پنجاب کو دی گئی۔ پنجاب کے فنڈ کا تیسرا حصہ جنوبی پنجاب کو دیا گیا۔ جس کی وجہ سے ریکارڈ ترقیاتی کام جنوبی پنجاب میں ہوئے۔

میں آپ کو ایک مثال دوں گا جناب سپیکر! کہ وفاقی ترقیاتی بجٹ میں مظفر گڑھ کی یونیورسٹی کے لیے ایک سکیم رکھی گئی ہے۔ وہ سکیم ایسی ہے کہ اس یونیورسٹی کا نام بھی نہیں رکھا گیا صرف ایک public sector یونیورسٹی کے نام سے ہے۔ اور وہ چار ارب کی سکیم ہے جناب سپیکر! لیکن اس کے لیئے صرف دس کروڑ رکھے گئے ہیں۔ اگر اس حساب سے دیکھا جائے تو یہ سکیم جناب سپیکر! جا کے چالیس میں مکمل ہو گی۔ تو یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اگر آپ نے اس کو چار سال میں بھی مکمل کرنا ہے تو میرا مطالبہ ہو گا کہ کم از کم ایک ارب تو اس کے لیے رکھیں پہلے سال کے لیے۔

اور اسی طرح راجن پور کی یونیورسٹی بھی سوا تین ارب روپے کی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ بھی یہی حال کیا گیا ہے کہ صرف 10 کروڑ اس کے لیے رکھے گئے ہیں جو کہ 30 سال میں جا کے وہ مکمل ہو گی جبکہ صرف ایسی سکیمیں جن کے نام میں نواز شریف یا کلثوم نواز یا مریم نواز آتا ہے، صرف ان کے لیے فنڈ جاری کیے جا رہے ہیں اور ان کو ترجیحی بنیادوں پہ مکمل کیا جا رہا ہے۔

تو جناب سپیکر! جنوبی پنجاب کے ساتھ یہ زیادتی نہ کی جائے اور اس کی سکیموں کے لیے زیادہ سے زیادہ فنڈز رکھے جائیں اور ان کو بر وقت مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر! کوٹ ادو میرا ضلع ہے، اس کو بجٹ میں مکمل طور پہ نظرانداز کیا گیا ہے۔ ایک سیوریج کی سکیم تھی جو پی ٹی آئی دور میں شروع ہوئی تھی ورلڈ بینک کے تعاون سے۔

جناب سپیکر: یہ کونسا والا نمبر recommendation ہے۔

جناب محمد شبیر علی قریشی: سر! یہ PSDP کی recommendations ہیں 109 سے onwards ہے۔

جناب سپیکر: سینیٹ کی recommendations۔

جناب محمد شبیر علی قریشی: 109 سے onwards جو recommendations ہیں۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب محمد شبیر علی قریشی: کوٹ ادو شہر کا سب سے بڑا مسئلہ سیوریج کا ہے، نکاسی آب کا ہے۔ پی ٹی آئی کے دور سے ورلڈ بینک کا ایک سیوریج کا منصوبہ تاخیر کا شکار ہے، حکومت کا اُس پر focus ہی نہیں ہے اور نہ اُس کیلئے funds جاری کئے جاتے ہیں۔ تو میرا مطالبہ ہوگا کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ funds مختص کر کے وقت پر مکمل کیا جائے تاکہ کوٹ ادو شہر کا یہ مسئلہ بھی حل ہو۔

جناب سپیکر! چوک سرور شہید جو مظفر گڑھ میانوالی روڈ پر واقع ہے، NHA کا روڈ ہے، تحصیل ہیڈ کوارٹر ہے۔ تمام بڑے شہروں میں NHA کے roads پر bypass تعمیر کیے جاتے ہیں۔ چوک سرور شہید میں bypass نہیں ہے، جس کی وجہ سے آئے روز شہر کے گردونواح میں حادثات ہوتے ہیں۔ تو یہ میرا مطالبہ ہوگا کہ چوک سرور شہید کے لیے اِس بجٹ میں bypass کا NHA fund رکھے تاکہ وہاں پر حادثات سے بچا سکے۔ بہت شکریہ۔

ANNOUNCEMENT *REG*: PRESENCE OF THE PARTICIPANTS FROM SIALKOT TAX BAR ASSOCIATION IN THE GALLERY

جناب سپیکر: شکریہ۔ Finance Minister Sahib آج آپ کے اور ہمارے کچھ مہمان تشریف لائے ہیں Sialkot Tax Bar Association کے، وہ اوپر تشریف رکھتے ہیں۔ تو ہم اُن کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

CONSIDERATION OF THE RECOMMENDATIONS MADE BY THE SENATE OF PAKISTAN (GENERAL RECOMMENDATIONS)

جناب سپیکر: جی عاطف خان صاحب۔

جناب محمد عاطف: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ Senate Recommendations میں ہے۔

جناب سپیکر: جی sorry, یہ ارمغان سبحانی صاحب نے facilitate کیا ہے، مہمانوں کو بلانے پر آپ کا بھی شکریہ۔ جی عاطف صاحب۔

جناب محمد عاطف: سر! Senate Recommendations میں airline industry کو فائدہ دینے کیلئے sales tax کی exemption کا ذکر ہے لیکن اس میں ساتھ دوسرے نمبر پر PIA کا لکھا ہوا ہے۔ یہ اگر آپ check کر لیں، اگر دیکھیں، یا تو اگر آپ نے industry کو کوئی relief دینا ہے تو پھر سب کو دیں کیونکہ PIA تو اب privatize ہو گیا ہے اور اگر PIA privatize ہو گیا ہے اور آپ صرف PIA کی ایک private party کو فائدہ دے رہے ہیں اور باقیوں کو نقصان دے رہے ہیں، تو یہ بالکل مناسب بات نہیں ہے۔

دوسری airlines کے tickets جو Europe اور America کے حوالے سے ہیں، ان کی business class اور economy class کی Federal Excise Duty میں کوئی relief دیا گیا ہے بلکہ اُسے کم کیا گیا ہے۔ وہ تو اچھی بات ہے اگر حکومت کے پاس گنجائش ہے تو باقی عام لوگوں کے لیے بھی کچھ کمی کر دیں۔ صرف business class اور first class کے لیے relief دینا، اور economy class میں کوئی relief نہ دینا، میرے خیال میں یہ زیادتی ہے، یہ Senate کی recommendations ہیں، اور میں agree کرتا ہوں، logic کی بات ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ صبغت اللہ صاحب۔

صاحبزادہ صبغت اللہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ PSDP کے حوالے سے Senate کی recommendations کو ہم endorse کرتے ہیں۔ یہ ایک project ہے جو PSDP میں مسلسل reflect ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ قریب کریں یہ، آپ کی آواز clear نہیں ہے، mic میں بات کریں۔

صاحبزادہ صبغت اللہ: اس mic میں کوئی مسئلہ ہے، یہ mic ٹھیک نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ side والے پر آجائیں۔

صاحبزادہ صبغت اللہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سینیٹ کی PSDP کے حوالے سے recommendations کو ہم endorse کرتے ہیں۔ مسلسل 2015-16 سے PSDP میں ایک scheme reflect ہو رہی ہے N-45 کے حوالے سے جو Korean Exim Bank کے تعاون سے بنے گی، یہ سڑک چکدرہ سے لے کر گلگت تک ہے۔ بد قسمتی سے یہ مسلسل reflect ہو رہی ہے، مارچ 2019 میں اس کی approval ہو چکی ہے اور Korean Exim Bank سے اِس کا معاہدہ بھی ہو چکا ہے، لیکن تقریباً 7 سے 8 سال ہو گئے ہیں کہ چکدرہ سے لے کر لواری ٹنل، ابھی تک کام شروع نہیں ہوا ہے۔ تو میری درخواست ہے کہ اس سڑک پر کام شروع کیا جائے کیونکہ ایک ہی روڈ ہے اور بہت congested ہے، اِس کی widening and dualization کچھ بھی نہیں ہے، لیکن اس میں improvement ہے۔ یہ مسلسل reflect ہو رہی ہے اور عملاً اس پر ابھی تک کچھ کام بھی نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر! یہ Pak-PWD کے حوالے سے جو schemes ہیں، میرے حلقے Upper Dir میں بھی ہماری گورنمنٹ میں schemes منظور ہو چکی تھیں، tenders ہو چکے تھے لیکن بد قسمتی سے Pak-PWD کے محکمے کو سرے سے ہی ختم کر دیا گیا ہے لیکن ابھی تک وہ schemes incomplete پڑی ہوئی ہیں لہٰذا میری درخواست ہے کہ ان کو اگر صوبائی حکومت کے حوالے کیا جائے یا جو company وفاقی گورنمنٹ نے بنائی ہے اس کو دی جائیں اور وہ incomplete schemes مکمل کی جائیں تو یہ ہمارے علاقے کی ترقی میں اہم کردار ادا کریں گی، شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بیرسٹر گوہر صاحب۔

جناب گوہر علی خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ Senate کی جو recommendations آئی ہیں اس میں Serial No. 98 کا annexure (c) ہے، میں specially اُس کا تھوڑا اساذکر کروں گا، فنانس منسٹر صاحب بیٹھے ہیں He is a technocrat وہ اس کو زیادہ بہتر طریقے سے دیکھ سکتے ہیں۔ جو Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act ہے It is extremely important. وہ ایسے extremely important ہے، کہ یہ unfortunately world over ایسے ہی ہوتا ہے، یہ ہمیشہ سے debt management بہت بڑی ذمہ داری ہے، اور یہ کہ جتنے ہم کر رہے ہیں، اور پھر ہمارے پاس یہ ہوتا ہی نہیں ہے کہ ہم اس کو واپس کیسے کریں گے۔ پاکستان اور US میں ایک difference ہے۔ US میں انہوں نے اسے tie up کیا to the dollar تو اِس لئے وہ limit سے نہیں اوپر جاتے، اور ہم نے tie up کیا ہے ,to the GDP اس میں موجودہ کے حساب سے 68 فیصد ہے جبکہ 50 فیصد سے زیادہ نہیں ہونے چاہئیں۔ جو recommendation آئی ہے، National Disaster Financial Risk کیلئے جو fund کا ذکر ہے میں اُس میں صرف یہ چیز add کروں گا کہ although ہمارے پاس NDMA تو ہے، ایک fund already permanent موجود ہے، وہاں جو Supplementary Grants جاتی ہیں، اگر ایک permanent solution اُن کے پاس ہو کہ اس میں ان سے یہ بھی add کیا جائے کہ Federal اور Provincial اُس fund میں contribute کرتے جائیں ، کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ Climate Change کیلئے بھی ہم سب پیسے تو collect کر رہے ہیں، جس طرح levies کی مد میں آ جاتے ہیں، پر وہ properly جاتے نہیں، اور ہم rescue پر زیادہ جاتے ہیں بجائے اس کے کہ ہم prevention پر جائیں۔

جناب سپیکر! ابھی میں نے دیکھا ہے جو last اگست اور ستمبر میں جو flood KP اور even پنجاب میں آیا تھا۔ میں پنجاب کے 9 districts میں گیا تھا، وہاں بھی ایک response میں نے دیکھا کہ resources District level and Tehsil level پر نہ ہونے کی وجہ سے، یا وفاق اور صوبوں نے نہیں دیئے تو وہاں management نہیں تھی۔ دوسرا یہ کہ KP میں جتنا نقصان ہوا تھا، یہ fund اس لیے ضروری ہے کہ sometime یہ جو calamities آ جاتی ہیں یہ کسی صوبے کا even individual response نہیں ہو سکتا،

کوئی بھی صوبہ on its own نہیں کر سکتا۔ تو اس fund میں precisely ایسا fund ہونا چاہئے جس میں permanent contribution وفاق کو جائے، صوبوں کو جائے تاکہ disaster کے وقت لوگوں کو بروقت، جو first responder ہیں، اُن کے پاس ایسے resources موجود ہوں کہ وہ بروئے کار لائے جائیں اور خاص طور پر یہ کہ اُن کو rescue کے ساتھ ساتھ ان کی prevention کیلئے کام کیا جائے۔ Thank you, Mr. Speaker.

جناب سپیکر: عائشہ نذیر صاحبہ۔

محترمہ عائشہ نذیر: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے recommendations پر بات کرنے کا موقع دیا۔ ساری recomm-endations بہت زیادہ inline ہیں جو ہماری یہاں نیشنل اسمبلی میں debate یا speech ہوئی ہے، میرے خیال سے پوری عوام کا یہ جو general perception ہے، وہ سارے MNAs نے consider کیا اور سینیٹ نے بھی وہی Agriculture اور Petroleum Development Levy, Education, Science and Technology پر، ہر ایک چیز کو cater کیا ہے اور بہت زیادہ سوچ کر، عوام کا مفاد سامنے رکھ کر recommendations دی ہیں۔ I hope کہ یہ adopt اور implement بھی ہوں گی۔

میں Recommendation No. 55 پر بات کروں گی، اس میں Pension Schemes لکھی ہیں کہ ہماری جو public universities ہیں اُن کی pension claims کو increase کیا جائے اور ان کو دی جائیں۔ وہ ہماری عوام اور society کو educate کرتے ہیں اور وہ بعد میں ہماری economy میں ایک اچھا boost لاتے ہیں، کیونکہ youth کی education سے economy بڑھتی ہے۔

اس سے آگے Recommendation No. 56 میں جو Research Grants ہیں ، وہ ضرور ہونی چاہئیں، innovation projects کے لیے اور development کیلئے۔ جیسے کہ ہماری گورنمنٹ بہت زیادہ funding دیتی ہے، ہمارے students ماشاءاللہ Cambridge and Oxford بہت اچھی universities میں اور تمام developed countries میں funded PhD scholarships میں funding لے کر جاتے ہیں، لیکن افسوس کہ وہ وہیں رہ جاتے ہیں، کیونکہ یہاں ان کے لیے کوئی research centers نہیں ہیں۔ یہاں وہ research fellowship کے enough programmes نہیں کر سکتے۔ اگر اُن کے پاس کوئی بہت bright idea ہوتا ہے، تو وہ بھی patent یہاں اپنی technologies کو نہیں کر سکتے۔ تو اس کے لیے میں کہوں گی کہ kindly آپ اس کیلئے سوچیں کہ یہاں آپ patent technologies کو patent دیں اور جو innovation کریں وہ

آپ لے کر آئیں، بجائے اس کے کہ developed countries ہمارے ہی جو brains کو use کریں، بلکہ وہ ہمارے ملک میں ہی use ہونے چاہئیں۔ تو I think کہ Recommendation No. 56 کو ضرور accept کرنا چاہیئے۔

Recommendation No. 57 میں لکھا ہے کہ یہ جو چیزیں ہیں، جو funding یا grants ہیں یا research fellowship ہے، اور universities میں آپ جو invest کریں گے، وہ سارا کچھ آپ کو non-traditional economy میں revenue دے گا تو Recommendations No. 55, 56 and 57 is a very well point. Recommendation No. 62 میں Senate نے کہا ہے کہ salaried and low-income individuals جو کہ majority of Pakistan ہیں، ان کے لیے آپ tax exempt کریں۔ پلیز یہ consider کریں اس لیے کہ majority of Pakistan is lower middle and lower income class. وہ اپنی earning نہیں کر سکتے اس کو consider کرتے ہوئے آپ نے نمبر 63 پر جو سوچا ہے کہ جنرل سیلز ٹیکس کی آپ reduction کریں consumer Items میں جیسا کہ میڈیسن ہے stationery Items اور فوڈ آئٹمز ہیں تو kindly ان کو consider کریں۔ یہ ساری چیزیں میں نے اپنی speech میں اور سارے fellows نے بات کی ہے پلیز ان کو accept کریں اور ان کے لیے جنرل سیلز ٹیکس کو essential food Items میں کم کریں کہ پاکستان کے عوام کو اس بجٹ سے بہت زیادہ ریلیف ملے ان شاءاللہ۔

نمبر 64 میں بھی یہی ہے کہ آپ electricity tariff units کے حساب سے جو ہمارے غریب بیچارے اتنی زیادہ electricity consume نہیں کرتے تو ان کے لیے آپ ایک سسٹم اور ایک فریم ورک لائیں تاکہ ان کو تھوڑا ریلیف ملے electricity tariffs میں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شہزادہ گشتاسپ صاحب۔

شہزادہ محمد گشتاسپ خان: میں صرف ایک آئٹم 109 پر بات کروں گا PSDP کے۔ اس میں بتایا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں بڑی معقول بات ہے کہ آگے بڑھ جائے گا تو اس طرح سکیم کا tenure لمبا ہو جائے گا۔ سر! کچھ علاقے ایسے ہیں جیسے میں دیکھ رہا ہوں ہمارے علاقے میں طور غر ہے تناول کا علاقہ ان میں سے ہے کہ جو پہلے تین ریاستیں پاکستان میں ضم ہوئی ہیں ایک زمانے میں تو تناول بھی ایک ریاست تھی جو ضم نہ ہو سکی تو وہ ترقی کی رفتار میں بہت پیچھے رہ گئی ہے۔ یہ میں ایگری کرتا ہوں 109 نمبر آئٹم پر لیکن کچھ علاقے ایسے ہیں جنہیں فنڈنگ کی ضرورت ہے۔ وہاں پر sufficient allocations نہیں ہو سکیں جن کی وجہ سے وہ پسماندہ ہیں۔

میں یہاں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جب ریاستیں اضلاع بنیں تھیں تو تناول کے area کو ضلع نہیں بنایا گیا اسے ignore کر دیا گیا۔ So, that needs to be given special treatment. یہ اگر سب پر لاگو نہ ہوا تو ہمارے علاقے suffer کر جائیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ، حمید حسین صاحب۔ عامر صاحب 8 پورے ہو گئے ہیں، 14 ہو گئے ہیں۔

جناب حمید حسین: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ شکریہ جناب سپیکر! ایک تو میں 50 اور 51 جو batteries کے بارے میں ہیں recommend کر رہا ہوں کہ ہمارے علاقے خاص کر merged areas جتنے بھی ہیں۔ میں اپنے علاقے کی بات کروں تو ادھر بجلی سرے سے نہیں ہے۔ لوڈ شیڈنگ کی بات کروں تو ہماری بجلی دو گھنٹے 24 گھنٹے میں سے آتی ہے۔ یہ batteries وغیرہ میں اضافہ کرتے ہیں یا سولر سسٹم میں تو اندازہ لگائیں تو وہ لوگ کس طرح گزارہ کریں گے۔ ساتھ ہی میں 59 پر بات کروں گا کہ جس میں لکھا گیا ہے کہ foreigner جو باہر سے آتے ہیں وہ اپنے ساتھ alcoholic material لے کر آتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ٹھیک ہے کہ ان کو مذہبی حساب سے اجازت ہے لیکن اس میں کم از کم اتنا تو ہونا چاہیئے کہ وہ کتنی مقدار میں لا سکتے ہیں۔ ان کو allow تو کریں۔ پہلے تو یہ تھا کہ اس پر پابندی لگا رہے تھے۔ وہ پابندی تو لگی نہیں۔ ابھی اس recommendation میں یہ چیز نہیں ہے کہ وہ کتنی مقدار میں آئی ہے۔ زیادہ یا اپنے حساب سے ایک آدھ کوئی لا رہا ہو۔ میں تو recommend کروں گا کہ پہلے تو اس پر پابندی ہونی چاہیئے۔ Otherwise, کم از کم مقدار معلوم ہونی چاہیئے۔

اچھا اس کے ساتھ 66 ہے اس میں allocation for the public hospitalization and scholarship کی بات ہوئی ہے۔ اس میں میں یہ recommend کروں گا چونکہ ہمارے سٹوڈینٹس سکالرشپ کی وجہ سے باہر کے ملکوں میں جاتے ہیں اور وہ اس چکر میں ہیں کہ کہیں سے سکالرشپ حاصل کریں۔ میں یہ کہوں گا کہ ادھر allocation زیادہ کی جائے فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے تاکہ ہمارے سٹوڈینٹس زیادہ سے زیادہ سکالرشپس لے کر اپنی تعلیم کو جاری رکھ سکیں۔ ساتھ ہی میں افسوس کے ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ اتنی ساری recommendations لیکن ان میں کسی جگہ یہ ذکر نہیں ہے کہ ہمارے علاقوں میں دہشت گردی میں جو شہید ہو رہے ہیں ان کے لیے compensation کی کوئی بات نہیں ہے کہ ان کو compensations بالکل نہیں ملتیں۔ شہداء کے لیے جن مراعات کا اعلان کیا جاتا ہے ان کو بھی پورا نہیں دیا جاتا۔ اس کے انتظار میں، غریب ادھر ادھر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور ان کو compensations برابر نہیں ملتیں۔ ادھر میں یہی بھی کہوں گا کہ کم از کم ان recommendations میں ان شہداء کے جو پیکجز ہیں ان کو بھی increase کیا جائے اور یہ پیکجز وقت پر ان کو ملنے چاہئیں۔

آخر میں میری request یہ ہے کہ ان recommendations میں اگر ہمارے علاقے کے جو روڈز بند ہیں یا جو لوگ IDPs ہیں تو roads کے لیے بھی recommendations آنی چاہئیں تاکہ ہمارے روڈز کھل جائیں اور IDPs کو باقاعدہ طریقے سے اپنے علاقوں میں بھیجا جائے۔ شکریہ۔

WINDING UP OF GENERAL DISCUSSION ON THE BUDGET 2026-27 BY THE MINISTER FOR FINANCE AND REVENUE

Mr. Speaker: Thank you. Item No. 3, winding up of the general debate for the Budget 2026-27. Minister for Finance.

وزیر برائے خزانہ و محاصل (سینیٹر محمد اورنگزیب): بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے، اس سے پہلے کہ میں ایک اختتامی بجٹ تقریر کروں، آپ کے سامنے کچھ محترم جو اراکینِ قومی اسمبلی ہیں، جناب عظیم الدین زاہد صاحب اور جناب خواجہ شیراز محمود صاحب، انہوں نے ایک Privilege Motion پیش کی، کہ جو بجٹ کا document پیش کیا گیا ہے، اس میں discrepancies ہیں۔

جناب سپیکر: میں honourable Members سے یہ بات کروں گا۔ آپ لوگوں نے کل لکھ کے دیا تھا کہ Budget document میں discrepancies ہیں، Finance Minister صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر محمد اورنگزیب: اس سے پہلے کہ میں اختتامی تقریر پہ جاؤں۔ اس میں GDP, per capita income اور اس کی methodology پہ سوالات اٹھائے گئے۔ میں اس سے پہلے کہ ان کے جوابات دوں، کاش کہ یہ جو تقاریر ہوئیں Budget کے سلسلے میں، ان میں actually اس کو پیش کیا جاتا۔ rather than through a Privilege Motion, nevertheless I would like to respond on the Floor of the House, کہ اصل situation ہے کیا؟

جناب سپیکر! میری بڑے ادب سے یہ گزارش ہے کہ جن معزز اراکین نے National Account Aggregates کے بارے میں بات کی ہے، یہ غلط تشریح کے نتیجے میں سامنے آئے ہیں۔ Pakistan Bureau of Statistics کی National Account methodology میں بڑے وثوق سے Floor of the House پہ کہتا ہوں کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ یہ تخمینے منظور شدہ methodology کے مطابق 2015-16 base year کو بنیاد بناتے ہوئے تیار کیے جاتے ہیں، جو System of National Accounts 2008 سے ہم آہنگ ہیں۔ تو جب بھی معزز اراکین مجھے کہیں گے، بلکہ میں خود ان کو وہ links بھجوا دوں گا تاکہ وہ links جو موجود ہیں، وہ ان کو دیکھ بھی لیں۔

اب آتے ہیں ان areas پہ جہاں انہوں نے اپنی reservations show کی ہیں۔ سر! real GDP growth معاشی سرگرمیوں میں ہونے والی تبدیلی کو اور قیمتوں میں تبدیلی کے اثرات کو اس کے base year پر adjust کر کے پھر اس کو ناپتی ہے۔ اسی لیے PBS کی جانب سے 3.7 reported فیصد GDP growth rate کو 2015-16 base year کی constant prices پہ شمار کیا گیا ہے، جو real economic growth کی پیائش کے لیے actually ایک international standard ہے۔ یہ اعداد و شمار National Accounts Committee کے اجلاس میں جاری کیے گئے تھے۔ اس میں تمام صوبائی حکومتیں، وفاقی حکومت، , State Bank of Pakistanacademia کے لوگ اور دیگر متعلقہ stakeholders اس اجلاس میں اپنی نمائندگی رکھتے ہیں۔ یہ تو آ گئی جو real GDP growth کی بات ہے۔ اب دوسری جانب nominal GDP کی بات ہے، جو current market prices پر ناپا جاتا ہے۔ اب اس میں concept اور measurement دونوں اعتبار سے یہ real GDP growth سے مختلف ہے۔ So, یہ سمجھنا بہت ضروری ہے، اور اس لیے SNA 2008 اور again in line with international standards، مالی سال 2025 میں معیشت کا حجم، again nominal GDP، یہ 408.2 ارب امریکی ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 2025 میں 452.1 ارب امریکی ڈالر اس کا تخمینہ ہم نے پیش کیا تھا۔ اب اس میں جو rupee value کو nominal GDP کے average exchange rate کے ذریعے امریکی ڈالر میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ Again, as per international practices، یہ جو per capita income کا تعین ہے، یہ بھی current prices پر ہوتا ہے اور gross national income اور estimated population کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ اب یہ جو gross national income ہے، یہ nominal GDP اور بیرونِ ملک سے حاصل ہونے والی net factor income کا مجموعہ ہوتی ہے، اور اس میں بنیادی طور پر جو workers' remittances شامل کیے جاتے ہیں۔ جہاں تک آبادی کے تخمینوں کا تعلق ہے، 2023 کی مردم شماری اور National Institute of Population Studies اور Ministry of National Health Services, Regulation and Coordination کی جانب سے جاری کردہ population projections کی بنیاد پر یہ prepare کی جاتی ہیں، in terms of the denominator۔

جناب سپیکر! میں آخر میں پھر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو economic indicators کی reporting کے لیے استعمال ہونے والی methodology ہے، اس میں بالکل کوئی تبدیلی نہیں لائی گئی۔ اور میں ان معزز اراکین کے سامنے یہ جو 2018 کے مالی سال، جب actually ان کا دورِ حکومت تھا، اس کے بھی میں نے اعداد و شمار اس chart میں لگا دیے ہیں، جو ان کی خدمت میں پیش کر دیں گے، تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ there is consistency of measurement from administration to administration اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ تو آپ کی اجازت سے اس response کو ہم ان معزز اراکین تک پہنچا بھی دیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے اب میں اختتامی Budget تقریر پہ بات کرنا چاہوں گا۔ جناب سپیکر! الحمدللہ ہماری کوشش رنگ لائی ہے۔ خطے میں جنگ کے بادل چھٹ گئے ہیں اور امن کی فاختہ پھر سے اڑنے لگی ہے۔ پاکستان نے جس خلوص اور دل جمعی کے ساتھ America-Iran جنگ رکوا کر ایک مخلص ثالث کا کردار ادا کرتے ہوئے چار دہائیوں سے متعارض دونوں ممالک کو مذاکرات کی میز پر اکٹھا کیا، ان کی پُر خلوص میز بانی کی اور ان کے باہمی اختلافات دور کر کے امن کی دستاویز پر دستخط کو ممکن بنایا، اس سے ہمارے ملک اور قوم کا وقار بلند ہوا اور اقوام کی برادری میں ہمیں بے پناہ عزت و تحسین ملی۔ یہ ہماری سیاسی اور سفارتی تاریخ کا ایک روشن باب ہے، جس پر وزیر اعظم محمد شہباز شریف صاحب، Field Marshal Syed Asim Munir, ہماری قومی قیادت، اتحادی اور اپوزیشن جماعتیں، ہماری پارلیمان اور ہماری پوری قوم مبارک باد اور تحسین کی مستحق ہے۔

I want to tell to this August House that the first dividend of this Peace Agreement has already been announced by the honourable Prime Minister yesterday evening in terms of significant reduction in the petroleum prices.

جناب سپیکر! میں مالی سال 2026-27 کے بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ میں سب سے پہلے تمام معزز اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مالی سال 2026-27 کے Budget کی بحث پر بھرپور حصہ لیا۔ میں خصوصاً قائد حزبِ اختلاف جناب محمود خان اچکزئی صاحب، Senate کی قائمہ کمیٹی کے Chairman Senator سلیم مانڈوی والا صاحب، قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی کے Chairman سید نوید قمر صاحب اور ان دونوں Finance اور Revenue کمیٹیوں کے جملہ اراکین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ کہ انہوں نے پچھلے دو ہفتوں میں انتہائی خلوص اور محنت کے ساتھ Budget تجاویز کا بغور جائزہ لیا اور ان میں بہتری لانے کے لیے کئی تجاویز دیں، جن میں سے بعض تجاویز کو Finance Bill 2026 میں شامل کرنے کا ارادہ ہے۔ میں اس کے ساتھ ساتھ میڈیا کے معزز دوستوں، معاشی تجزیہ کاروں، ماہرین اور Chambers of Commerce کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر! میں وزیر اعظم محمد شہباز شریف صاحب کی قیادت میں اتحادی حکومت میں شامل تمام سیاسی جماعتوں کے قائدین، خصوصاً جناب میاں محمد نواز شریف صاحب، جناب بلاول بھٹو زرداری صاحب، جناب خالد مقبول صدیقی صاحب، جناب چوہدری شجاعت حسین صاحب، جناب عبدالعلیم خان صاحب اور جناب خالد حسین مگسی صاحب کا انتہائی شکر گزار ہوں۔ کیونکہ ان کی رہنمائی Budget ترتیب دینے کے لیے انتہائی اہم تھی۔

جناب سپیکر! گزشتہ دو ہفتوں میں Budget پر بحث کے دوران معزز اراکینِ پارلیمنٹ کی رائے سننے کو ملی۔ ان کی جانب سے بعض Budget اقدامات پر تحفظ کا بھی اظہار کیا گیا، لیکن ہمیں ایوان کے اندر اور باہر سے بڑی واضح feedbacks ملی ہیں کہ یہ مجموعی طور پر ایک

Which sets the foundation to accelerate the ہے۔ pro-growth Budget اورpositive sustainable growth witnessed over the last two years.

جناب سپیکر! وزیر اعظم محمد شہباز شریف صاحب کی حکومت نے پچھلے Budget میں ہی اپنی direction of travel واضح کر دی تھی۔ گزرے سال میں ہم نے اس سمت میں کئی محاذوں پر پیش رفت کی ہے اور معاشی اشاریوں کو بہتر بنایا ہے۔ الحمد للہ، آج ہماری صنعتوں کا پہیہ رواں دواں ہے۔ اس وقت Large Scale Manufacturing sector میں تقریباً ساڑھے چھ فیصد کی growth ہے، جو کہ پچھلے چار سال کی record سطح پر ہے۔ ہمارا external account بھی مستحکم ہے۔ پچھلے سال کی طرح اس مالی سال کے پہلے گیارہ مہینوں میں بھی ہمارا current account surplus میں ہے۔ ہمارے بیرونِ ملک مقیم بہن بھائیوں نے پچھلے ماہ 4.25 ارب ڈالر کی record ترسیلاتِ زر بھیجیں۔ ان شاءاللہ مجھے قوی امید ہے کہ ہم اس سال 41 ارب ڈالر remittances کا اپنا ہدف عبور کر لیں گے۔ ہمارا برآمدی شعبہ بہتری دکھا رہا ہے۔ ہماری value-added exports، بالخصوص garments, home textile اور IT sector کی برآمدات میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ ہماری IT exports میں اس سال 20 فیصد اضافہ ہوا ہے اور total IT exports ساڑھے چار ارب ڈالر سے زائد ہونے کی توقع ہے، جو کہ ان شاءاللہ نیا record ہوگا۔ ہمارے نوجوان Freelancers نے بھی اس سال export earnings کا نیا record قائم کیا ہے اور اب تک 1.6 ارب ڈالر کی record earnings حاصل کر چکے ہیں۔ میں اپنی تقریر میں آگے چل کر بعض Budget اقدامات کا ذکر کروں گا، جن سے ہمارے export-led growth کے ایجنڈا کو مزید تقویت ملے گی۔

جناب سپیکر! ہماری حکومت کے اس Budget کا بنیادی ہدف export-led growth ہے، جو پائیدار اور inclusive ہو، جس سے productivity میں اضافہ ہو اور روزگار کے مواقع پیدا ہوں۔ ہم اکثر یہ سنتے اور دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں documented corporate sector اور تنخواہ دار طبقے کو زیادہ tax کا بوجھ سہنا پڑتا ہے۔ حکومت نے اس بجٹ میں اس رجحان اور سوچ کو بدلا ہے اور burdening کی بجائے broadening and deepening پر focus کیا ہے۔ جناب سپیکر! ہم نے اس تبدیلی کا آغاز پچھلے بجٹ میں کر دیا تھا اور اپنی سمت واضح کر دی تھی۔ اس بجٹ میں ہم نے اس حوالے سے اضافی اور ٹھوس اقدامات کیے ہیں اور equity اور fairness کے اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ ٹیکس گزاروں، بالخصوص تنخواہ دار طبقہ، چھوٹے کاروباروں، صنعتوں، exporters اور تعمیرات کے شعبوں پر ٹیکس کا بوجھ کم کیا ہے جبکہ برآمدی شعبوں اور زراعت کے لیے رعایتی قرضوں کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا ہے۔

Tax net کو وسعت دینے کے لیے retailers کو ایک آسان سکیم کے ذریعے نظام کا حصہ بنایا ہے اور compliance اور enforcement کو مزید بہتر اور مؤثر بنانے کے لیے جامع اقدامات اٹھائے ہیں۔ جنابِ سپیکر! ہم نے ٹیکس نظام میں بنیادی اصلاحات کی ہیں جن کا سلسلہ پچھلے 2 سال سے جاری ہے۔ ہم نے tax policy کو tax administration سے الگ کیا ہے۔ ہم انہی اصلاحات کے تسلسل میں

ایک نیا tax operating model متعارف کروا رہے ہیں جس میں ٹیکس گزار اور ٹیکس افسر کے درمیان interaction ختم ہو جائے گا اور audit ، تشخیص اور نفاذ کا تمام تر عمل ایک خودکار اور faceless نظام کے تحت سرانجام پائے گا۔ ان اصلاحات کا سادہ اور واضح مقصد digitalization اور AI کے استعمال کے ذریعے صوابدیدی اختیارات (discretionary powers) ختم کر کے harass-ment کے واقعات کا سدباب کرنے کے ساتھ ساتھ شفافیت اور ٹیکس قوانین کی تعمیل کو فروغ دینا ہے۔ جناب سپیکر! بجٹ پر بحث کے دوران بعض معزز اراکین کی جانب سے FBR کی کارکردگی اور ٹیکس محصولات کے حصول پر بات کی گئی ہے۔ ہم تعمیری اور مثبت تنقید کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن اس تنقید کو سیاق وسباق میں رکھنا ضروری ہے۔ میں معزز ایوان کے سامنے ایک comparative analysis رکھنا چاہتا ہوں۔

ہم نے دیکھا کہ 1988 سے لے کر 2011 تک یعنی کہ 23 سال میں 14 ارب ڈالر کے اضافی محصولات جمع کیے گئے۔ اسی طرح اگلے 13 سال یعنی 2011 سے 2024 تک کے عرصے میں بھی 14 ارب ڈالر کے اضافی محصولات جمع کیے گئے۔ اس کے مقابلے میں ہماری حکومت نے محض پچھلے 2 سال کی مختصر مدت میں 14 ارب ڈالر کے اضافی محصولات حاصل کر لیے ہیں۔ یہ سب کچھ وزیراعظم محمد شہباز شریف صاحب کی ذاتی توجہ اور لگن سے ممکن ہوا ہے جو انہوں نے پچھلے 2 سال میں FBR کی تنظیمِ نو پر مرکوز کی ہے اور معاشی ایجنڈا کی تکمیل کے لیے مالی وسائل کی فراہمی کو اولین ترجیح دی ہے۔

جناب سپیکر! اس بجٹ پر بحث کے دوران کئی معزز اراکینِ سینیٹ کی جانب سے زراعت کے شعبے پر گفتگو کی۔ میں اس بحث کا خیر مقدم کرتا ہوں کیونکہ زراعت ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی ہے۔ میں اس معزز ایوان پر یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے زراعت اور کسانوں کے لیے خاطر خواہ relief اور ترقیاتی packages کا اعلان کیا ہے۔ حکومت نے زرعی پیداوار بڑھانے اور چھوٹے کاشتکاروں کو قرضے دینے کے لیے زرخیزی سکیم شروع کر دی ہے جس کے تحت 300 ارب روپے کے بلاسود and even more importantly collateral free قرضے فراہم کیے جا رہے ہیں اور اس سکیم سے ساڑھے سات لاکھ چھوٹے کاشتکار مستفید ہوں گے۔ Prime Minister Youth Agriculture and Business Loan Scheme کے تحت زرعی شعبے میں 109 ارب روپے سے زائد کے قرضے دیے جائیں گے جس کی subsidy کے لیے اس بجٹ میں ساڑھے نو ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ کھاد کی قیمتیں کنٹرول میں رکھنے کے لیے 15.8 ارب روپے کا پیکج دیا گیا ہے جس میں urea کھاد پر 10 ارب روپے کی subsidy بھی شامل ہے۔ وفاقی حکومت نے ترقیاتی پروگرام کے تحت زراعت اور livestock کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے 4.2 ارب روپے مختص کیے ہیں۔ ان میں 2 جاری منصوبے اور ایک نیا منصوبہ شامل ہے۔

زراعت کو جدید بنانے کے لیے تقریباً 2 ارب روپے کا import duty relief دیا جا رہا ہے جس کے تحت 175 horse power سے زائد کے tractors, مکئی کی کٹائی کے لیے مشینیں، combine harvesters، زرعی pumps اور spare parts پر ڈیوٹیاں مکمل طور پر ختم کر دی گئی ہیں۔ کھیت اور فارم کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لیے markup subsidy اور risk sharing

scheme کی مد میں 5 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ فصلوں اور livestock کی insurance scheme کے لیے 1.7 ارب روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر یہ ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم چین کے ساتھ زرعی تعاون کو وسعت دے رہے ہیں۔ وزیراعظم محمد شہباز شریف صاحب کے initiative پر 1000 پاکستانی طلبہ، زرعی ماہرین اور کسانوں کو چینی زرعی جامعات اور تحقیقی اداروں میں جدید مہارتوں سے آراستہ کیا جا رہا ہے۔

اب تک اس پروگرام کے تحت 885 طلبہ، زرعی ماہرین اور کسان مستفید ہو چکے ہیں اور اس کا main مقصد یہ ہے کہ جو انہوں نے چین میں جدت لائی ہے اور جو ان کی best practices ہیں ان کو successfully transfer کیا جائے into the agriculture sector of Pakistan۔ اور آخر میں یہ کہوں گا کہ نجی شعبے کی شراکت کے ساتھ زرعی cold storage بنانے جا رہے ہیں جن پر 7.1 ارب روپے خرچ ہوں گے because investing in this value chain is extremely important to get the value added agriculture moving.

جناب سپیکر! حکومت کی بھرپور توجہ ہے کہ معاشی ایجنڈا کو مزید آگے بڑھانے کے لیے ایسے sectors پر توجہ مرکوز کی جائے جن پر معیشت کے کئی ذیلی شعبوں کا انحصار ہے۔ تعمیرات اور housing کا شعبہ پوری معیشت کے لیے economic multiplier کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شعبے کو متحرک کرنے، سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنے اور روزگار کے نئے مواقع پیدا کرنے کے لیے ہم نے بجٹ میں housing and construction شعبے پر عائد ٹیکسوں کو معقول اور متوازن بنایا ہے اور subsidized low-cost housing فراہم کرنے کے لیے وزیراعظم اپنا گھر پروگرام کا آغاز کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے معزز ایوان کے سامنے بجٹ کی ترجیحات رکھ دی ہیں۔ میں یہاں پاکستان کے عوام کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہوں گا جنہوں نے معاشی استحکام کے سفر میں ہمارا بھرپور ساتھ دیا۔ ہماری حکومت کا وعدہ تھا کہ ہمیں جیسے ہی وسائل دستیاب ہوں گے ہم ان وسائل سے relief provide کریں گے۔ وزیراعظم محمد شہباز شریف صاحب کی حکومت نے اپنے اس وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے بجٹ میں ٹھوس اقدامات اٹھائے۔ ہم نے تنخواہ دار طبقے کو ٹیکس کی مد میں خاطر خواہ relief دیا ہے۔ حکومت نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں، pensioners کی pension اور کم سے کم ماہانہ اجرت میں بھی اضافہ کیا ہے۔ میں خاص طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ part of this ہے جو remun-eration ہے اور دوسرا ہے اس کی جو facilitation side ہے۔ تو facilitation پہ حکومت نے retired سرکاری ملازمین کی ماہانہ pension کے حصول میں آسانی پیدا کرنے کے لیے proof of life certificate کو انتہائی آسان اور جدید خطوط پر استوار کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ عمر رسیدہ pensioners کے fingerprints وقت کے ساتھ مدھم پڑ جاتے ہیں اور انہیں biometric

verificationمیں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہم نے اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے facial recognition کا نظام متعارف کروادیا ہے۔اب pensioners گھر بیٹھے PAK ID app کا استعمال کرتے ہوئے اپنی proof of life identity verification کر سکتے ہیں۔

ہم نے خواتین کی صحت کے لیے ضروری اشیاء contraceptives پر ٹیکس کا خاتمہ کیا ہے اور جان بچانے والی ادویات پر ٹیکس میں کمی کی ہے۔ جنابِ سپیکر! میں یہ بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اعلیٰ تعلیم کے معیار کو برقرار رکھنے کے لیے tenure track system کے تحت یونیورسٹی اساتذہ جن میں Professors, Associate Professors اور Assistant Professors شامل ہیں، ان کی تنخواہوں کو regular grades کے مقابلے میں 35 % زیادہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جنابِ سپیکر، سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ و محصولات نے ہمیں اپنی قیمتی تجاویز سے نوازا جن پر آج یہاں ایوان میں بحث بھی ہوئی۔ ان کی کئی تجاویز یا تو اس Finance Act کا حصہ بن رہی ہیں یا ہمیں مستقبل کی tax policy کے بارے میں رہنمائی فراہم کر رہی ہیں۔

اسی طرح قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ و محصولات میں زیرِ بحث آنے والی تجاویز بھی Finance Bill میں شمولیت کے لیے زیرِ غور ہیں۔ میں اس معزز forum پر ان دونوں کمیٹیوں کی اس قومی خدمت پر تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کے اختتام سے پہلے آپ، سپیکر قومی اسمبلی کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے اپنی ذاتی دلچسپی سے کفایت شعاری کی مثال قائم کرتے ہوئے 5 ارب روپے کی خطیر رقم کی بچت کی۔ میں سینیٹ چیئرمین کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بھی کفایت شعاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک ارب روپے کی بچت کی۔ یہ پارلیمنٹ کی طرف سے austerity drive کی مد میں ایک بہت positive contribution ہے جسے سراہا جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک مرتبہ پھر وزیر اعظم، نائب وزیر اعظم، کابینہ کے ساتھیوں، بالخصوص وزیر مملکت برائے خزانہ and Minister for Parliamentary Affairs, قومی اسمبلی اور سینیٹ کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ و محصولات کے اراکین اور تمام اراکینِ اسمبلی اور سینیٹ کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی جامع اور پُر خلوص رہنمائی سے بجٹ کو بہتر بنانے میں مدد ملی۔

میں Secretary Finance، Chairman FBR، DG Tax Policy Office اور ان کے رفقاء کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے بجٹ ترتیب دینے اور بجٹ تجاویز کا بغور جائزہ لینے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر دہرانا چاہوں گا کہ ہماری معاشی اور اقتصادی بحالی میں قومی اتفاقِ رائے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ میں تمام stakeholders سے گزارش کروں گا کہ وہ معیشت کی مزید ترقی کے لیے ہر ممکن تعاون جاری رکھیں۔ تاکہ ہم پاکستان کو ایک تابناک مستقبل دے سکیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی تقریر کا اختتام مرحوم احمد ندیم قاسمی صاحب کے چند دعائیہ اشعار پر کرنا چاہتا ہوں۔

خدا کرے کہ میری عرض پاک پر اترے وہ فصل گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو

یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو

خدا کرے نہ کبھی خم سرِ وقارِ وطن اور اس کے حسن کو تشویش ماہ و سال نہ ہو

خدا کرے کہ میری ارض پاک پر اترے وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو

پاکستان زندہ باد۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ فنانس منسٹر صاحب جو نیشنل اسمبلی نے پانچ ارب کی saving کی ہے ،یہ آنریبل ممبران کی معاونت اور support contribution کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا اور اس میں گورنمنٹ اور اپوزیشن دونوں نے اپنا کلیدی کردار ادا کیا ہے اور نیشنل اسمبلی کے سٹاف نے بھی۔

DISCUSSION UNDER CLAUSE (1) OF ARTICLE 82 OF THE CONSTITUTION OF THE ISLAMIC REPUBLIC OF PAKISTAN ON THE EXPENDITURE CHARGED UPON THE FEDERAL CONSOLIDATED FUND INCLUDED IN DEMANDS FOR GRANTS AND APPROPRIATIONS FOR THE FINANCIAL YEAR ENDING ON 30TH JUNE, 2027

Mr. Speaker: Item No. 4. Discussion under clause (1) of Article 82 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan on the Expenditure Charged upon the Federal Consolidated Fund included in Demands for Grants and Appropriations for the financial year ending on 30th June, 2027.

علی محمد خان صاحب۔Charged Expenditure کی sheet آپ لوگوں کے IPADs پہ آگئی ہو گی اور Tablets میں بھی ہے۔جی Order of the Day کا بھی حصہ ہے مگر آپ کے Tablets میں بھی ہو گا۔ اس میں جو جو Charged Expenditure کی Item ہیں جس پہ discussion ہونی ہے وہ ساتھ آپ کے سامنے ہے۔جی، علی صاحب۔

جناب علی محمد: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔اَللّٰھُمَّ صل عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ آلِہٖ و اَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ ۔ Charged Expenditure پہ میں بات کروں گا۔چار، پانچ اس میں main issues ہیں۔ایک تو پارلیمنٹ ہے، judiciary ہے، سپریم کورٹ، ہائی کورٹ اور اس کے ساتھ ساتھ جو financial issues ہیں interest بالخصوص سود پہ میں بات کرنا چاہوں گا اور I will be brief کہ آٹھ نو منٹ کے اندر میں اپنی بات کو مکمل کر لوں ان شاءاللہ۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

آج جب ہم بجٹ سیشن کے اختتام کی طرف بڑھ رہے ہیں محترم فنانس منسٹر صاحب بھی ہیں، اپوزیشن لیڈر بھی ہیں، میری جماعت کے چیئرمین اور دوسری طرف سینیئر وزرائے کرام، خواجہ آصف صاحب، سید خورشید شاہ صاحب ہیں۔ معزز ترین لوگ یہاں دونوں طرف موجود ہیں Honourable سپیکر صاحب! میرا یہ تیرہواں، چودھواں سال ہے اور ہر بجٹ speech میں، میں نے ایک بات ہمیشہ کی ہے کہ جب ہم نے یہ ملک بنایا کہ پاکستان کا مطلب کیا لاالہ الااللہ۔ تو ہم نے اس میں نظام کونسا دینا تھا۔ نظام ہم نے دینا تھا ایسا نظام جو دنیا کے لیے مثال بنے اور وہ نظام قرآن میں موجود ہے کہ جب محترم فنانس منسٹر صاحب آپ سے پہلے بے شمار فنانس منسٹر آئے، ایسا ہو کہ اللہ آپ سے یہ کام لے لے، اللہ کی مرضی ہے منشا ہے جس سے کام لے لے۔ ہم کیوں یہ سمجھیں کہ آپ سے نہیں لے گا۔ لیکن بے شمار فنانس منسٹر آئے وہ اور State Bank of Pakistan اللہ کے حضور جوابدہ ہے کہ جب پاکستان بنا 1948 میں قائداعظم محمد علی جناح جن کی تصویر کے سامنے اور اللہ کے سو ناموں کے نیچے ہم بیٹھے ہیں۔ قائداعظم نے State Bank of Pakistan میں ایک speech کی تھی آنریبل سپیکر صاحب اور وہ سٹیٹ بینک کی official website پہ منسٹر اور نگزیب صاحب موجود ہے۔

افسوس کی بات ہے کہ کسی فنانس منسٹر نے کسی حکومت نے، کسی سٹیٹ بینک کے گورنر نے اس کو دل کی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ یہ جو اللہ کی بات محمد رسول اللہ کا غلام محمد علی جناح، ہمیں بتاتے ہوئے چلا گیا۔ وہ کیا تھی جب انہوں نے یہ کہا کہ I shall watch with keenness the work of your Research Organization in evolving banking practices compatible with Islamic ideas of social and economic life. اور اس مشہور و معروف speech میں قائداعظم یہ بھی کہتے ہیں کہ the western economic system has given the world nothing but تو ان کا مقصد یہ تھا کہ اب ہم نے اپنا ملک تو بنا دیا ہے لیکن اس میں چلائیں گے کیا؟ کیا Lord Michael Law کا قانون؟ کیا West کی سود پہ مبنی economy؟ کیا ایسا نظام جس میں سود کی زنجیروں میں ہم نسل در نسل، جکڑتے چلے جائیں اور آج آپ دیکھیں کہ 50 percent سے زیادہ آپ کا بجٹ سود میں ہی جا رہا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتے ہیں، سورہ بقرہ میں ہے، لمبی آیتیں ہیں۔ میں متعلقہ کچھ portion پڑھ کے حوالہ جات دوں گا۔ جس کو ضرور پڑھیئے گا۔ یہ یاد رکھیئے۔

(اذانِ ظہر)

جناب سپیکر: جی علی محمد صاحب۔

جناب علی محمد: جناب سپیکر صاحب! جس طرح میں عرض کر رہا تھا کہ اس ملک کی اصل نجات تب ہو گی اور ہم ان بین الاقوامی قرضوں اور سود کے نظام سے تب نکلیں گے جب ہم اس اصل پہ آئیں گے۔ جس مقصد کے لیے آپ ملک بنا گئے، کلمے کے نام پہ بنے ہوئے ملک میں اللہ رسول سے

ہم جنگ کر رہے ہیں۔ یہ نہ نواز شریف، نہ عمران خان، نہ زرداری صاحب، کسی کا، میں کسی کو دوش نہیں دیتا۔ 1947ء سے یہ مسئلہ چل رہا ہے کہ جب آپ کا قائد آپ کے سٹیٹ بینک کو کہہ گیا ہے کہ میں بڑے غور سے آپ کی ریسرچ دیکھوں گا کہ آپ ایسے قوانین مروجہ کریں جس سے ہم دنیا کو ایک نظام دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ جو مغرب کا معاشی نظام ہے۔ اس نے دنیا کو دو عالمی جنگوں کے سوا کچھ نہیں دیا۔

تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں سورہ بقرہ آیت نمبر 275 میں (عربی) لمبی آیت ہے، صرف یہ پورشن پڑھتے ہیں کہ جو لوگ سود کا لین دین کرتے ہیں (عربی) وہ اس جہاں میں اس طرح اتریں گے جیسے ان کو شیطان نے ٹچ کیا ہو، پاگلوں کی طرح اٹھیں گے۔ جو سود والے کاروبار کرتے ہیں۔ اور آگے آیت نمبر 279 میں اسی سورت سورہ بقرہ میں اللہ فرماتے ہیں بلکہ اس سے پہلے والی بھی سن لیں، 278 والی بھی سن لیں، سورہ بقرہ (عربی) کہ سود چھوڑ دو اگر تم مومن ہو، اللہ تعالیٰ سود کو ختم کرتا اور صدقے کو بڑھاتا ہے۔ لیکن اس سے آگے کی آیت ہے کہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔

دیکھیں ہم ہر طرح کا گناہ کریں گے، ہم سے ہو جاتا ہے، ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔ لیکن آپ میں، مجھ میں اور اس کیمرے کی وساطت سے اگر مجھے کوئی سن رہا ہے کیونکہ اکثر ہماری اپوزیشن کی speeches blackout ہو جاتی ہیں، پورے پاکستان، پوری دنیا میں۔ ایک شخص کوئی ایسا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کر سکے۔ ہے کوئی؟ ہے کوئی؟ یہاں پہ ہم بیٹھ کے بڑے بڑے scholars آجاتے ہیں Howard سے میری اپنی Law کی ڈگری University of West London کی ہے۔ پاکستانی ڈگری بھی ہے۔ اس لیے کی ہے کہ کوئی اگر suit tie پہن کر انگریزی بولے تو ہم بتا سکیں کہ بھئی ہم ان فرنگیوں سے بہت دیر پہلے آزادی حاصل کر چکے ہیں، لیکن اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ West کی ڈگری اور suit tie میں علم ہے اور اس میں بندہ نظر آتا ہے تو we want to tell you that we are proud of our shalwar qameez, our national language, our heritage, our culture, ہم علم کیلئے، روشنی کیلئے مغرب کی طرف نہ دیکھیں، ہم علم اور روشنی کے لیے سرکارِ مدینہ کی طرف دیکھنے والے لوگ ہیں۔ تبھی تو اس ملک کا قائد جب وہاں گیا تو اس نے صرف Lincoln Inn کا انتخاب اس وجہ سے کیا کہ وہاں پہ سب سے اوپر محمد ﷺ کا نام تھا۔ تو ہم West سے سیکھیں گے؟ ہم اُن سے رائے لیں گے؟ نہیں، ہم علم ضرور حاصل کریں گے لیکن روشنی کے لیے اس طرف نہیں دیکھیں گے۔ تو اس لیے اللہ کہتا ہے (عربی) جو سود کا کام کرتا ہے وہ اللہ اور رسول سے جنگ کے لیے تیار ہو جائے۔

میرے ساتھیو، پاکستانیو، اور میں علمائے کرام سے بھی اور حکومتوں سے بھی کہتا ہوں، آپ علماء کرام سے رجوع کیجئے۔ یہاں جید علماء بھی موجود ہیں، آپ فضل الرحمٰن صاحب سے رابطہ کیجئے، ہمارے ساتھ ہمارے ally ہیں، علامہ عباس صاحب ہیں آپ اُن سے رابطہ کیجئے، پاکستان میں بڑے بڑے علماء کرام ہیں، مفتی اعظم، تقی عثمانی صاحب موجود ہیں، اور فیصلے موجود ہیں۔ ابھی جو چھبیسوئیں آئینی ترمیم آئی ہے، جناب سپیکر! Article 38، جو پہلے کہا کرتا تھا کہ سود کو ختم کرو as soon as possible، اور اب کہتا ہے کہ جو چھبیسوئیں ترمیم ہے، اس نے آج کی اس حکومت کو باقاعدہ پابند کر دیا ہے کہ آپ نے by the 1st January, 2028 پاکستان کو سود فری کرنا ہے، اور اس پہ فیڈرل شریعت

کورٹ کا2022 والا فیصلہ موجود ہے، جس میں فیڈرل شریعت کورٹ نے ایک landmark judgement دی کہ آپ ہر صورت میں پاکستان کو سود سے مکمل طور پر آزاد کریں؟

(اس موقع پر جناب سپیکر نے کرسیٔ صدارت خالی کی اور جناب ڈپٹی سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب علی محمد: Article 227 کہتا ہے کہ آپ نے تمام laws in conformity with Quran and Sunnah بنانے ہیں۔ پوری پارلیمنٹ کو کہہ رہا ہوں، میں پاکستان کو کہہ رہا ہوں، زرداری صاحب دوسری بار صدر بنے ہیں، میاں صاحب دوسری بار وزیراعظم اور آپ کے بڑے بھائی تین بار کے وزیراعظم ہیں، میرا لیڈر بھی وزیراعظم بن چکا ہے، وہ بھی امتِ مسلمہ کو اکٹھا کرنے اور مدینہ کی ریاست کی بات کرتا ہے۔ کوئی مدینہ کی ریاست کی طرز کا ملک بن نہیں سکتا، کوئی اسلامی فلاحی ملک بن نہیں سکتا جب تک وہ سودی نظام سے نہیں نکلتا۔

آؤ سر جوڑ کر بیٹھیں، آؤ سودی نظام سے نکلنے کیلئے حکومتوں کی بھی مدد کریں، شاید ایک دن میں نہ ہو یا شاید ایک مہینے میں نہ ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ جب پاکستان ایک گلدستہ اکٹھا ہے، ہم آپس میں بہت اختلاف کریں گے، قرآن پر تو اختلاف نہیں ہے، سودی نظام کو ختم کرنے پر تو اختلاف نہیں ہے، قائداعظم کی اُس speech پر تو اختلاف نہیں ہے جو انہوں نے State Bank of Pakistan کو پابند کیا کہ آپ ہمیں ایک اسلامی بینکاری کا نظام دیں، آئیں اور تنگزیب صاحب جیسے لوگ اور ان جیسے اور لوگ، تمام جماعتیں اس پر سر جوڑ کر بیٹھیں کہ ہم نے سودی نظام سے کیسے نکلنا ہے؟ شاہ صاحب میں صرف reference کیلئے بتا دوں، تمام بچے جو ادھر ہمیں سن رہے ہیں: سورۃ البقرہ آیت نمبر 275، 278، 279 سورۃ آلِ عمران آیت نمبر 130، سورۃ النساء آیت نمبر 161، اور سورۃ الروم آیت نمبر 39، اِن سب میں یہ بات ہے کہ اس نظام سے نکلو۔ اس کے ساتھ ساتھ کیونکہ آج میرے پاس پارلیمنٹ کا بھی ایک topic ہے، میں اس پر ضرور بات کرنا چاہوں گا۔ ہم آج جس پارلیمنٹ میں موجود ہیں، جس کی طرف دنیا دیکھتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی Wind up کریں please۔

جناب علی محمد: ابھی تو start ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، 8 منٹ کا ہے اور 12 منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب علی محمد: سر! تین چار منٹ اور دیجیۓ گا۔ یہ وہ پارلیمنٹ ہے جس کے بارے میں صوفی برکت علی صاحب کی ایک پیش گوئی تھی کہ ایک وقت آئے کہ پاکستان کی ہاں اور ناں میں دنیا کے فیصلے ہوں گے لیکن ہم اس پارلیمنٹ میں موجود ہیں جہاں پورا سال ہمارے honourable ممبران آتے ہیں، چیختے چلاتے ہیں، جناب سپیکر! آپ کی توجہ چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں mic بند نہیں کرنا چاہ رہا ہوں please wind up کیجئے۔

جناب علی محمد: کوئی ایسا نظام دیجئے کہ جب آپ being a Parliamentarian یہاں کوئی Point of Order raise کرتے ہیں یا Calling Attention میں اپنے حلقے کے مسائل raise کرتے ہیں تو وہ note کیے جائیں اور سال کے آخر میں جو بھی محترم Finance Minister ہیں وہ ان کے سامنے رکھے جائیں، لیکن ہم کس کے سامنے چیخ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر نثار احمد صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: 8 منٹ تھے اور آپ نے 14 منٹ لئے۔ ایک چیز طے ہوئی ہے، آپ کو ایک موقع دیا ہے please آپ کے ہی colleague اور بھائی ہیں ان کو بھی موقع دیں کہ وہ بات کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب 30 seconds، اب Chair کی بھی request مان لیا کریں۔

جناب علی محمد: شاہ صاحب آپ تو ہمیں تہس نہس کرنے آئے ہیں، ہمیں ایک منٹ دے دیں۔ †[***]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہم expunge کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر نثار صاحب، بولیں۔

جناب نثار احمد: جناب ڈپٹی سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میں اپنی بات کا آغاز کرنے سے پہلے، میرے پنجاب سے تعلق رکھنے والے Private School Forum کے اساتذہ کرام اس ایوان میں تشریف رکھتے ہیں، میں انہیں welcome کہتا ہوں۔

سر! میں آپ کو، سپیکر صاحب کو اور آپ کی پوری ٹیم کو، Parliamentary Secretary Finance سعد وسیم شیخ صاحب جو یہاں پر تھے میں آپ لوگوں کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ آپ نے بجٹ کا اجلاس انتہائی مؤثر انداز سے چلایا ہے۔

میں Opposition کو بھی خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس ایوان میں participate کر کے اپنا مؤقف پاکستانی قوم کے سامنے رکھا۔ میں Senator Aurangzeb Sahib کا مشکور ہوں کہ کل ہمارے بجٹ کے حوالے سے کچھ تحفظات تھے تو انہوں نے ضروری سمجھا اور اس ایوان میں briefly اپنی statement دی ہے، انشاءاللہ ہم آپ کے ساتھ رابطے میں ہیں اور ہمارے جن باقی MNAs نے sign کیا تھا، ہم سب اکٹھے ہو کر آپ سے اس بارے میں مل بھی لیں گے۔

---

†(*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

سر! میں اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، کیونکہ Senator Aurangzeb Sahib یہاں تشریف فرما ہیں، آپ نے پچھلے سال بھی بڑی مہربانی کی تھی، فیصل آباد چونکہ power loom industry کا hub ہے، yarn کی import کو آپ نے tax free کر دیا تھا اور local purchase پر آپ نے tax لگا دیا تھا۔ اس سے مارکیٹ میں بہت زیادہ تضاد آ جاتا ہے، تو ہم نے صرف اپنی speech میں بھی یہ request کی تھی کہ یا تو آپ لوکل مارکیٹ کا ٹیکس ختم کر دیں یا آپ import کے اوپر بھی ٹیکس لگا دیں تاکہ local market balance ہو سکے۔ تو یہ سفارشات بھی آپ کے سامنے رکھتے ہیں، اگر ہو سکے تو مہربانی کیجئے گا تاکہ آپ کا چھوٹا تاجر اور yarn کی مارکیٹ flow میں آ سکے۔

سر! میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا، کچھ گزارشات ہیں۔ کسی بھی ملک کی economy کی basic requirement آپ کی جمہوریت ہے۔ عوام کی رائے آپ کے ساتھ شامل ہو گی تو اس ایوان میں وہ لوگ آئیں گے جو purely عوام کے نمائندے ہوں گے، اور وہ جمہوریت کی، وہ کسان کی، عوام کی اور عوام کو ریلیف دینے کی اور education کی، ہسپتالوں کی اور لوگوں کیلئے basic facilities کی بات کریں گے۔ Unfortunately معذرت کے ساتھ، پاکستان کی تاریخ میں ہمیشہ ہمارا الیکشن controversial رہا ہے۔ ہمیشہ ہمارے الیکشن کے اوپر تنقید رہی ہے۔ ہمیشہ ہمارا الیکشن جب ہوتا ہے تو اس کے بعد ہم اس کی شفافیت پر الزام لگاتے ہیں۔ میں کسی controversy یا کسی ایسی بحث میں، یا کوئی ایسی تنقید حکومت پہ نہیں کرنا چاہتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ سر! جتنے بھی یہاں پر بیٹھے ہیں، یہ ہماری سب کی اولین ترجیح ہونی چاہئیے کہ اگر ہم نے پاکستان میں ایک اچھا economic setup لے کر آنا ہے، stability اور unity لے کر آنی ہے اور ایک ایسا relief دینا ہے جو کہ پوری دنیا میں اُجاگر ہو، تو اس کے لیے یہ جمہوریت کے تقاضے ہیں کہ آپ کا الیکشن شفاف ہو۔

بد قسمتی سے سر! ہمارے الیکشن پر ہمیشہ سوالات کھڑے ہوئے ہیں۔ جو خطیر رقم ہم دے رہے ہیں، سر! اس میں ہمارا جو الیکشن ہے، سرکاری ملازمین کرا رہے ہیں۔ کس طرح یہ مناسب ہو سکتا ہے؟ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ان پر تنقید نہ ہو؟ ہمارا Judiciary System جب الیکشن کراتا تھا، تو پھر controversy کم ہوتی تھی۔ میں request کروں گا کہ آئندہ جو بھی الیکشن ہو، وہ ہماری judiciary کرائے نہ کہ سرکاری ملازمین کرائیں۔ سر، اس طرح پھر سرکاری ملازمین دباؤ کا شکار رہتے ہیں اور اس کے نتائج ہمیں مثبت نہیں مل سکتے۔

سر! دوسرا ہماری training کے حوالے سے کہ Election Commission کا staff جو ہمیں training دیتا ہے، وہ اتنی پائیدار نہیں ہوتی۔ لہٰذا training کے حوالے سے اس ادارے کو مضبوط کیا جائے، اس کا پورا infrastructure بنایا جائے تاکہ پاکستان میں شفاف الیکشن کرائے اور شفاف الیکشن کے بعد شفاف نمائندگی اس ایوان کا حصہ بنے جو شفافیت کے ساتھ اپنے کام کرے، تاکہ پاکستان کو relief مل سکے۔

سر اس بار دیکھیں ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہماری نوجوان نسل جس نے اس ملک کی بھاگ دوڑ سنبھالنی ہے جس نے کل اس ایوان میں آکر اپنا حصہ ڈالنا ہے، سر! آج بد قسمتی سے ان کا ہمارے انصاف اور ہمارے الیکشن سے اعتماد اُٹھ گیا ہے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے نوجوانوں کا اعتماد بحال کریں، ان کو شفاف الیکشن دیں، تاکہ وہ شفافیت کے ساتھ اس ملک کو آگے لے کر چلنے میں کامیاب ہو سکیں۔

سر! میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ Post Office کے حوالے سے جو رقم رکھی گئی ہے، آپ یقین کریں کہ Post Office پوری دنیا میں آپ کہیں بھی چلے جائیں، ان کا infrastructure مکمل Post Office کے ساتھ link up ہے۔ ہمارا یہاں پر عالم یہ ہے کہ ہمارے Post Office میں جدید technology کا انتہائی فقدان ہے۔ وسائل کی کمی ہونے کی وجہ سے ہمارا Post Office failure کی طرف جا چکا ہے۔

میرا حلقہ NA-100 ایک rural periphery سے تعلق رکھتا ہے۔ سر، وہاں پر تاجر برادری، اساتذہ کرام، سرکاری ملازمین، اور دیگر لوگوں کی رہائش گاہیں ہیں۔ ہماری جو ڈاک آتی ہے، آپ یقین کریں کہ ہمارے پاس کوئی formula نہیں ہے کہ ہم اپنی ڈاک کو حاصل کر سکیں۔ میرے گاؤں 66-JB Dhandra Kalan پچاس ہزار سے زائد کی آبادی ہے۔ آپ یقین کریں، گزشتہ دو ماہ سے ہمارا infrastructure جو ہماری delivery ہوتی تھی postal کی، وہ مکمل تباہی کے دہانے پر پہنچ چکی ہے، اور جس پر ہم نے local social media, locally ہر جگہ پر آواز اٹھائی ہے۔ میں مناسب سمجھتا تھا کہ اس forum پر بھی آواز اٹھاؤں۔

ایک بات پھر میں آپ کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ میں پورے ایوان کا مشکور ہوں اور آپ کا بھی بے حد مشکور ہوں، اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل کر اس پاکستان کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنے کی توفیق دے۔ اور میں آخر میں سر! ایک بات کرونگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آٹھ منٹ سے زیادہ نہیں، گزارش سن لیں۔ آپ جب میری بات نہیں سنیں گے تو آپ سمجھیں گے نہیں۔ گزارش ہے کہ جتنے میرے پاس اس وقت نام ہیں، اگر آپ آٹھ منٹ سے زیادہ بولیں گے، تو ان کے نام کٹ جائیں گے، House adjourn ہو جائے گا۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں، تو ایسا ہوگا۔ میں ان کے نام پھر کاٹ دوں گا۔ پھر آپ گلہ نہ کیجیئے گا۔ ڈاکٹر صاحب کا Mic کھولیں۔

جناب نثار احمد سر! دس سیکنڈ دے دیں، سر۔ ٹھیک ہے، Thank you۔

میں آخر میں ایوان میں بیٹھے تمام اراکین سے گزارش کر رہا ہوں کہ The key of economy and political stability is Imran Khan, please release Imran Khan, Sir. Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہد احمد صاحب۔

جناب شاہد احمد: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر! جس Charged Expenditure پہ مجھے بولنے کا موقع ملا ہے، اس میں Supreme Court of Pakistan, National Assembly, Senate اور جتنے بھی ادارے ہیں، ان کو آج آپ expenditure کے لیے پیسے دے رہے ہیں۔

ڈپٹی سپیکر صاحب! عدلیہ اور عدالتوں کا کام انصاف دینا ہوتا ہے۔ عدالتیں اسی لیے بنی ہیں کہ وہ انصاف دیں، لیکن بد قسمتی سے ہمارے ملک میں 75 سال سے جو عدلیہ کا نظام چل رہا ہے، جو ہمارا عدالتی سسٹم ہے، پورے پاکستان میں کسی بھی عام شہری سے آپ جا کے پوچھ لیں کہ کیا آپ کو اپنی عدالتوں پر، اپنی عدلیہ پر اعتماد ہے؟ تو آپ کو جواب بد قسمتی سے نفی میں ملے گا۔ کیوں؟ کیونکہ جو عدالتوں کے اندر آئے روز دھکے کھاتے رہتے ہیں، ایک کیس جس نے تین چار مہینے میں حل ہونا ہوتا ہے، اس کو سالوں لگتے ہیں، اور عدلیہ میں ایسے بھی مسائل ہیں کہ جن کا کیس چلتا ہے، وہ فوت ہو چکے ہوتے ہیں، اس کے بعد ان کے فیصلے آتے ہیں۔ اور بد قسمتی سے جو رہی سہی کسر تھی، وہ آپ نے چھبیسویں آئینی ترمیم کی نتیجے میں کر دی۔ چھبیسویں آئینی ترمیم کرنے کے بعد، جس عدلیہ کی بحالی کے لیے پاکستانی قوم نے، وکلا نے مل کر تحریک چلائی تاکہ یہ آزاد ہو، یہ independent ہو، لیکن بد قسمتی سے آج وہ ججز جن کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ انصاف دیں، کیونکہ چھبیسویں آئینی ترمیم کے نتیجے میں چودہ، پندرہ نمبر کے ججز کو آپ نے وہاں پہ لگا دیا ہے۔ اب آپ ان سے انصاف کی کیا توقع رکھیں؟ اب وہ کیا انصاف دیں گے عمران خان صاحب کو؟

ڈپٹی سپیکر صاحب! ہمارے معاشرے میں، ہمارا مذہبی معاشرہ ہے، ہماری جو روایات ہیں، ہمارے کچھ norms ہیں معاشرے کے، لیکن بشریٰ بی بی صاحبہ، جو کہ ایک گھریلو خاتون ہیں، جن کا سیاست سے کوئی لینا دینا نہیں، ان پر بھی سیاسی مقدمات درج کر دیے ہیں، اور مقصد کہ بشریٰ بی بی صاحبہ کے ذریعے عمران خان صاحب کو کمزور کرو، تاکہ عمران خان جو حقیقی آزادی کی جدوجہد لڑ رہا ہے، اس سے پیچھے ہٹ جائے۔

لیکن سلام ہے اس بہادر خاتون کو، جو پچھلے دو ڈھائی سال سے قید ناحق میں پڑی ہے، لیکن وہ give up نہیں کر رہی، وہ اس ظلم و جبر کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کر رہی ہے، باوجود اس کے کہ سیاست سے اس کا کوئی لینا دینا اور کوئی کردار نہیں ہے، کوئی Minister نہیں لگایا، کسی MNA کو بنانے میں ticket نہیں دیا، پارٹی کے کسی بھی فیصلے میں interfere نہیں کیا لیکن اس کے باوجود بھی ان کو وضو کرنے کے لیے پانی تک نہیں دیا جاتا۔ بیماری کی حالت میں، جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس لیڈر نے جس کا نام عمران خان ہے، جس نے عام پاکستانیوں کو علاج کے لیے 10 لاکھ روپے دیے تاکہ ان کا علاج ہو سکے۔ بد قسمتی سے آج جیل میں اس کی آنکھ کا مسئلہ ہے، بیماری کی حالت میں ہے۔ ہم اتنے ظالم ہو چکے ہیں کہ اس کو علاج کے لیے ہسپتال نہیں لے جا سکتے، اس کا علاج اس کی مرضی کے ڈاکٹر سے نہیں کرا سکتے۔ اس قلندر، مرد مجاہد نے پاکستان کے ہر شہری کے لیے 10 لاکھ دیئے لیکن ہم آج اس کی آنکھ کا علاج نہیں کرا سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب!

(مداخلت)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو وائنڈاپ کرنے کا موقع دیا کہ آپ 8 منٹ میں ختم کریں، اب آپ اور ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ اس طرح نہیں ہو گا، پھر ہر کوئی دو، دو منٹ اور لے گا۔ میں adjourn کر دیتا ہوں۔ چیئر کو dictation نہ دیں۔ علی محمد صاحب آپ نہ بولیں۔ نعیمہ صاحبہ بولیں پلیز۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب! Charged expenditures پر بات ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری خواہش ہے کہ جو میرے پاس نام ہیں، ان سب کو بلواؤں۔ ان کے نام کاٹ دوں کیا؟

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر! Charged expenditure کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ محکمے ملک کے لیے ناگزیر ہیں، اس لیے ہم ان کو charged expenditure میں شامل کرتے ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ پوسٹل کو کیوں charged expenditure میں شامل کیا گیا ہے؟ اس کی سمجھ نہیں آتی۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ادارے جن کی فنڈنگ نہ ہو تو پورا ملک گر جاتا ہے۔ مجھے پوسٹل کی سمجھ نہیں آرہی کہ اس کو کیوں charged expenditure میں شامل کیا گیا ہے۔ دوسری طرف گورنمنٹ پوسٹل کے ملازمین کو surplus کر رہی ہے یا پوسٹل کو privatize کر رہی ہے۔ اگر ہم اس کی privatization کر رہے ہیں، اگر اس کے تمام ملازمین کو surplus میں لے کے جا رہے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم نے اس کو charged expenditure میں شامل کیا ہے؟

میں نیشنل اسمبلی پر بات کروں گی۔ اگر ہم اس کے لیے charged expenditure میں funding کر رہے ہیں، تو اس کو فعال بھی ہونا چاہیئے۔ میں اس لیے کہہ رہی ہوں کہ اس وقت چالیس سٹینڈنگ کمیٹیاں ہیں اور تحریک انصاف کے پاس 8 سے 9 کمیٹیاں ہیں۔ سال ہونے کو ہے کہ انہوں نے استعفے دیے ہیں۔ ہماری کمیٹیاں اس طرح فعال نہیں ہیں جس طرح ہونی چاہئیں۔ سپیکر صاحب کی مہربانی ہے کہ استعفے منظور نہیں کیے۔ میرے خیال میں اپوزیشن کے ساتھ مل کر اس مسئلے کا حل نکالنا چاہیئے۔ 9 کمیٹیوں کی چیئرمین شپ ان کے پاس ہے۔ ابھی تک اس پر کارروائی نہیں ہو رہی۔ اگر کمیٹیوں میں کام ہو بھی رہا ہے، تو اپوزیشن نہیں آرہی۔ میرے خیال میں اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اتنی بڑی تعداد اگر کمیٹیوں سے باہر ہے اور وہ کمیٹیاں فعال نہیں ہیں۔ اس پر ہمیں توجہ دینی چاہیئے تاکہ کمیٹیز میں ان کا کردار ہو۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اندرونی اور بیرونی قرضے ہیں۔ جو اندرونی قرضے ہم نے بینکوں سے لیے ہیں، ہم ان میں 11 فیصد سود دے رہے ہیں۔ جو بیرونی قرضے ہیں، جن میں UAE کے ہیں، جو صرف پڑے ہیں، ان کو استعمال بھی نہیں کر رہے ہیں، یا جو آئی ایم ایف کے ہیں، اس پر ہم 3 فیصد سود دے رہے ہیں۔ جبکہ چھبیسویں ترمیم میں JUI کی effort کی وجہ سے اس شق کو شامل کیا کہ ہم سود کا خاتمہ کریں گے۔ شریعت کورٹ کا بھی فیصلہ ہے کہ ہم بتدریج سود کے خاتمے کی طرف جا رہے ہیں، لیکن افسوس کے ساتھ کہ مجھے ایک step نظر نہیں آرہا ہے کہ ہم سود کے خاتمے کے لیے کوئی اقدامات کر رہے ہیں۔ ہمیں بیرونی قرضوں یا اندرونی قرضوں سے تب تک نجات نہیں مل سکتی، جب تک ہم سود کے خاتمے کے لیے اقدامات نہیں کریں گے۔ آڈٹ کا ایسا محکمہ ہے، جو ڈیشری کو دیکھیں تو وہ پی اے سی کی کمیٹی میں آتے ہی نہیں ہیں۔ اس کا آڈٹ پھر کیسے ہو گا۔ حکومت اس کو بھی دیکھے کہ

جوڈیشری اور آڈٹ والے کیوں پی اے سی میں نہیں آتے۔ الیکشن کمیشن کی بات ہوئی ہے۔ 2017 میں جب ہم الیکشن ایکٹ میں amendment کر رہے تھے، میں اس کمیٹی کی ممبر تھی۔ الیکشن کمیشن نے جو اختیارات مانگے وہ ہم نے ان کو دے دیئے۔ اس کے باوجود الیکشنز کا یہ حال ہے کہ چاہے اس طرف کے ممبران ہوں یا اس طرف کے ممبران ہوں، تو سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ وہ کارکردگی نظر نہیں آ رہی۔ وہ آزادی جو ہم نے پارلیمنٹ میں قانون سازی کر کے ان کو دی تھی، وہ اس کو استعمال نہیں کر رہے۔ ہر الیکشن پر سوال اٹھ رہے ہیں۔ اس کے لیے ہمیں سوچنا ہوگا کہ ہم اس کو charged expenditure میں فنڈنگ کر رہے ہیں پھر بھی ان پر سوال اٹھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آگے ہے Federal Ombudsman Secretariat for Protection against harassment of women at work place. اس کی کتنی کارکردگی ہے؟ آپ روز دیکھتے ہیں کہ ملک میں harassment کے کیسز ہوتے ہیں۔ ایسے کیسز روز بروز بڑھتے جا رہے ہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس میں انہوں نے بہتری کی ہے۔ خواتین کی harassment پر قابو پانے کے لیے کوئی اقدامات کیے ہیں۔ ان کو اپنی کارکردگی دیکھنی چاہیئے۔ وفاقی محتسب کے فیصلوں پر عملدرآمد بالکل نہیں ہوتا۔ پھر ہمیں کورٹ میں جانا پڑتا ہے۔ ہم اس کے لیے فنڈنگ کر رہے ہیں، ان پر خرچے کر رہے ہیں پھر اس کا کیا فائدہ ہے۔ اس کے فیصلوں پر عملدرآمد کرانے کے لیے بھی لائحہ عمل ہونا چاہیئے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب جنید اکبر صاحب۔

جناب جنید اکبر: بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بہن نے بات کی کہ charged expenditure میں ان اداروں کو لیا گیا ہے جو ملک کے لیے ناگزیر ہیں۔ معذرت کے ساتھ، میں ان کی بات سے اختلاف کرتا ہوں۔ ان اداروں کو لیا گیا ہے جو اس ملک کے لیے مضر ہیں۔ وہی ادارے جو اس ملک کی تباہی کے ذمہ دار ہیں، انہی کی بات charged expenditure پر ہو رہی ہے۔ مجھ سے پہلے بھی باتیں کی گئی ہیں۔ میں ہر دفعہ یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں 143 میں سے ہماری عدلیہ 132 نمبر پر ہے اور وہ انصاف دینے میں ناکام ہے۔ عمران خان صاحب پر ظلم ہو رہا ہے، بشریٰ بی بی کا بھی سب کو پتہ ہے۔ پارلیمنٹ کے ایک ممبر لطیف صاحب، جن کا تعلق چترال سے ہے، پچھلے ڈیڑھ سال سے ان کا کیس نہیں سنا گیا۔ کچھ لوگ نہیں چاہتے ہیں اور عدالتیں اتنی بے اختیار ہیں۔ اس پارلیمنٹ کو عوام کا مینڈیٹ ہی حاصل نہیں ہے، یہ وہی پارلیمنٹ ہے جس کی اکثریت کو عوام نے مسترد کر دیا ہے۔ آج اس پارلیمنٹ کو ہم نے ایک debating club بنا دیا ہے۔ اور ہم yes, no کرتے ہیں۔ اس پارلیمنٹ پر جو خرچے ہوتے ہیں، ہماری عدلیہ پر جو خرچے ہوتے ہیں، ایک الیکشن کمیشن جس کا کام پانچ سال میں ایک دفعہ الیکشن کرانا ہے۔ لیکن بدقسمتی ہے کہ وہی الیکشن کمیشن کبھی بھی free and fair election کرانے میں کامیاب نہیں ہوا۔ الیکشن کمیشن اس ملک میں ہر دفعہ دھاندلی شدہ الیکشن کراتا ہیں اور وہ افسران جو تنخواہ لیتے ہیں اور جن کا کام free and fair election کرانا ہے، وہ accountable ہیں، کیونکہ وہ انصاف دینے میں رکاوٹ ہیں، وہ لوگوں کے mandate کی توہین کر رہے ہیں اور پھر بھی تنخواہ اور مراعات لے رہے ہیں۔ ہمارا موقف یہ ہے کہ جو اپنے حلف سے وفا

نہ کرے اس کے خلاف Article 6 لگنا چاہیئے، ان اداروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے خلاف Article 6 لگنا چاہیئے اور ہم ان کو تنخواہیں اور مراعات دے رہے ہیں۔ اپنے غریب عوام کے پیسے سے ان کی عیاشیاں ہم برداشت کر رہے ہیں۔ تو ایک کہ اس الیکشن کمیشن کو بند کیا جائے کیونکہ یہ ناکام ہو گیا ہے، کہ بالکل روزگار دینا ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم مواقع دیں۔ لیکن پارلیمنٹ کا جو اصل کام ہے، اس میں ہم بری طرح ہم ناکام ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ کے پاس اختیار ہے اگر کوئی غیر آئینی، غیر قانونی بات کرے تو آپ بے شک اس بات کو expunge کریں۔ آپ ہمیں بتائیں کہ اگر ہم نے کوئی غیر قانونی بات کی ہے تو بالکل ہم اس پر معافی بھی مانگیں گے۔ لیکن اس فورم پہ ہمیں بات بھی کرنے نہیں دے رہے ہیں۔ ہمیں space بھی نہیں ملتا۔ ہم اس پارلیمنٹ میں احتجاج کرتے ہیں، جو اختیارات ہم سے چھینے گئے جو اختیارات ہمارے پاس ہونے چاہئیں، ہم سمجھتے ہیں کہ آئین سپریم ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ سپریم ہے۔ لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ یہاں کچھ ادارے اور کچھ اداروں میں بیٹھے ہوئے لوگ اپنے آپ کو عقل کل سمجھتے ہیں، اپنے آپ کو ہم سے زیادہ محب وطن سمجھتے ہیں اور سارے سیاستدانوں کو نااہل اور غدار بھی سمجھتے ہیں اور ہم ان کو دیکھتے ہیں اور بد قسمتی یہ ہے کہ یہ وہ لوگ منتخب کرتے ہیں، جو ان کو قابل قبول ہوں، جو ان کی آگے پیچھے گھومیں، جو ان کی ہاں میں ہاں ملائیں وہ پارلیمنٹ میں آتے ہیں۔ اور جو ان کو یہ بتائے کہ آئین نے جو آپ کی حدود مقرر کی ہیں ان میں آپ رہیں تو اس کو غدار سمجھا جاتا ہے۔

آج ہم نے مذاق بنایا ہے، پہلے ان لوگوں نے سندھ کے لوگوں کو کہا کہ یہ غدار ہیں، ہم نے اردو بولنے والوں کو کہا کہ یہ غدار ہیں، ہم پختونوں کو کہا گیا کہ یہ غدار ہیں، ہم نے بلوچوں کو کہا کہ یہ غدار ہیں، ہم نے کشمیر کے لوگوں کو غدار سمجھا۔ لیکن میں آج کے دن موجودہ اسٹیبلشمنٹ اور اس حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ ایک بات پر آپ نے سب کو اکٹھا کیا۔ آج تک ہم سمجھ رہے تھے کہ شاید اسٹیبلشمنٹ صرف پنجاب کے لوگوں کو محب وطن سمجھتی ہے۔ آپ نے بعد میں پنجاب کے لوگوں کو بھی غدار اور باغی سمجھا، تو آپ نے ان سب کو اس حمام میں ننگا کر دیا، جو آپ کی ہاں میں ہاں ملائے وہ محب وطن ہے۔ جو آپ کی بات مانے وہ محب وطن۔ لیکن جو آپ پر تنقید کرے جو آپ کی بات نہ مانے وہ باغی بھی ہے، آپ اس کو آئین شکن بھی سمجھتے ہیں، اس کو پارلیمنٹ، میں آنے کا حق بھی نہیں دیتے۔ آپ اس کو سیاسی space بھی نہیں دیتے، اس کو سلاخوں کے پیچھے ڈالتے ہیں۔

لیکن شکر ہے کہ آج قوم میں شعور آیا، سمجھ آئی، شکر ہے کہ ہمیں مطالعہ پاکستان جو آپ نے پڑھایا تھا ہمارا تو یقین اس پر تھا، ہمیں پتہ چلا کہ اس قوم کے مجرم اور قوم کے ہیرو کون ہیں، ہمیں پتہ چلا کہ جو medal ہر سال جو آپ لوگوں کو دیتے ہیں، یہ میڈل لوگوں کو اپنی کارکردگی پر نہیں ملتے، بلکہ یہ کسی کی چاپلوسی پر ملتے ہیں، آپ لوگوں نے ثابت کر دیا کہ انہی لوگوں کو میڈل دیں گے۔ میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ میڈل سے کوئی بندہ بڑا نہیں بنتا۔ اگر میڈل سے کوئی بندہ بڑا بنتا تو آج جو medal بیچتے ہیں یہ سب سے بڑے ہوتے، آپ نے اس ملک کی توہین کی، آپ کتنے لوگوں کو ٹرک کی بتی کے پیچھے لگاتے ہوں گے، قوم کو احساس ہو گیا ہے اور سمجھ آگئی ہے۔ میں آپ کو سمجھا رہا ہوں کہ آپ اور عوام کے درمیان فاصلے بڑھ رہے، آپ کے ان رویوں کی وجہ سے دوریاں بڑھی ہیں، آپ نے نفرتیں بوئی ہیں، عمران کی دشمنی میں آپ نے اس ملک کے اداروں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ آپ

عقل کے ناخن لیں، آپ کے ان رویوں کی وجہ سے ہمارے عوام اور youth آپ سے دور ہوتی جارہی ہے۔ تو میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ youth کو اگر آپ political space نہیں دیں گے تو ان کے پاس کوئی دوسرا option نہیں ہے۔اللہ پاک نہ کرے کہ ہماری youth اس طرف جائے، آپ کے رویوں کی وجہ سے بلوچستان اور کشمیر والے ناراض ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جناب گوہر خان صاحب۔

جناب گوہر علی خان: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ جناب سپیکر! Charged Expenditure میں دو Act کو cover کروں گا۔ آئین کا Article 81 یہی کہتا ہے کہ Charged Expenditure پر discussion کی جاسکتی ہے اور اس میں ہم cut نہیں لگا سکتے اور 82 میں جو لکھا ہوا ہے کہ کس چیز پر بحث ہو سکتی ہے، میں الیکشن کمیشن اور Judiciary کا مختصر ذکر کروں گا۔ جناب سپیکر! جہاں Charged Expenditure کو ہم vary نہیں کر سکتے ،وہاں آئین کی بڑی ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ اس کی سکروٹنی کی جائے اور اس کی performance کو دیکھا جائے۔ جناب سپیکر! ہر ڈیموکریسی کی بنیاد یہ پارلیمنٹ ہے، اور پارلیمنٹ کو ہمیشہ کہا جاتا ہے کہ This is the mother of all institutions. ایوان سب سے بالاتر ہے اور ایوان واحد ایسا ادارہ ہے جو آئین میں ترمیم کرتا ہے اور عوام کے حقوق کا محافظ بنتا ہے۔ جناب سپیکر! الیکشن کمیشن کو آپ نے جس مد میں جو کچھ دینا ہے، الیکشن کمیشن کو پہلے تو فعال تو بنادیں، last time جب پہلا draft ہمارے پاس آیا تھا چھبیسویں ترمیم کا تو اس میں یہ تھا کہ جب ممبر یا کمیشن ختم ہو جائے تو maximum tenure ان کا 90 days کا ہوگا اور اس کے بعد چلے جائیں گے۔ جناب سپیکر! جنوری 2025 میں ان کا tenure ختم ہوا ہے، آج تک اس کا فعال نہیں ہو سکا۔ Performance میں جناب سپیکر! الیکشن کمیشن بروقت الیکشن نہیں کرا سکا، نہ صوبائی اسمبلیوں کے نہ نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کے اور نہ ہی لوکل گورنمنٹس کے۔ جناب سپیکر! جب ترمیم آئی تھی کہ ان فیصلوں کو نہیں روکا جائے گا۔ لیکن law آپ provide کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ کریں اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں آئین نے یہ کہا کہ Constitution یہ کہتا کہ آپ قانون سازی کریں، وہ قانون سازی الیکشن کمیشن پر لازم ہے، جب اپریل میں حکومت آئی ہے تو انہوں نے main law change کر دیا اور electronic voting machine بیچ میں سے نکال دی۔ اصلاح کی جتنی ضرورت آج ہے، پہلے کبھی بھی نہیں تھی۔ جناب سپیکر! آپ نے GB میں بھی دیکھا ہے، even حکومت کی اپنی اتحادی پیپلز پارٹی نے بھی کہا کہ حکومت کے پاس صرف تین سیٹیں ہیں، باقی ان کی ہیں اور ہمارا یہی claim ہے کہ آپ کے پاس بھی ہماری ہی سیٹیں گئی ہیں۔ جناب سپیکر! کب تک عوام کا مینڈیٹ چوری ہوگا۔ الیکشن بروقت، free, fair اور transparent کرانا یہ کمیشن کی ذمہ داری ہے، جو کہ fail ہو چکا ہے۔ امریکہ میں گزشتہ 250 سال میں الیکشن کبھی بھی لیٹ نہیں ہوئے۔ جناب سپیکر! جب قانون ہوتا ہے تو دنیا اس پر عمل کرتی ہے۔ 2016ء میں انڈیا میں یہ قانون تبدیل ہوا کہ ہم بجٹ کو ہمیشہ February 1st کو پیش کریں گے۔ جناب سپیکر! 2026 کا بجٹ جب انڈیا کی لوک سبھا میں پیش ہو رہا تھا تو اتوار کا دن تھا لیکن وہ Monday کو نہیں لے کے گئے۔ اتوار والے دن انہوں نے اپنا بجٹ پیش کیا اور اتوار والے دن سارے Banks اور

Stock Markets کھلی رہیں کیونکہ لاء پر عملدرآمد کرنا ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! ہماری ذمہ داری ہے الیکشن کمیشن پر نظر رکھنا اور اس کو scrutinize کرنا لیکن الیکٹرانک ووٹنگ مشین کو لانا اور اس کو transform کرنا ضروری ہے۔ ہندوستان میں 1990ء سے وہی ووٹ چل رہا ہے۔ 65 کروڑ عوام نے ووٹ دیا 31 کروڑ خواتین نے اس میں ووٹ ڈالا۔ پندرہ لاکھ ان کے پولنگ سٹیشنز تھے۔ 55 لاکھ ووٹنگ مشینیں استعمال ہوئی ہیں۔ 542 سیٹوں کا الیکشن ہوا، کسی کو کوئی complain نہیں ہوئی اس ایوان میں جہاں وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی کہوں گا عدالتوں کے بارے میں کہ .to the extent of Judiciary جناب سپیکر! سپریم کورٹ میں آپ نے Judges بڑھا دیے ہیں۔ ایک نیا Federal Constitutional Court آپ نے قائم کیا ہے۔ آپ نے 50 Judges High Courts میں بڑھائے ہیں، 12 جج آپ سپریم کورٹ میں لے کے آئے ہیں، 9 ججز کو آپ Commission میں لے کے آئے ہیں، Federal Constitutional Court میں لے کے آئے ہیں۔ آج خبر آئی ہے 10 اور Judges آرہے ہیں لاہور ہائی کورٹ میں۔

جناب سپیکر! آپ تعداد بڑھا رہے ہیں۔ لیکن اس ایوان میں ہمیں یہ بتایا گیا تھا کہ pendency بہت زیادہ ہے تو ہم ججز کی تعداد بڑھائیں گے اور ہم Constitutional Court بنائیں گے۔ وہ pendency جناب سپیکر! آج بڑھ گئی ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم نے سوال کیا کہ آپ pendency کیسے ختم کریں گے تو Law Minister صاحب نے یہ کہا تھا کہ ہم law لے کے آئیں گے۔ ہم اس میں disposal کے لیے law لے کے آئیں گے۔ انہوں نے کہا ہمارا کام ہو رہا ہے ہم PPC میں اور CRPC میں changes لے کے آئے ہیں۔ آج ان چیزوں کا شکوہ شکایت جنید صاحب اور باقی ممبران صاحبان درست کر رہے ہیں، جناب سپیکر۔ اس law کے ہم انتظار میں ہیں۔ جس میں آپ right دیں گے، جس میں آپ لوگوں کے fundamental rights کو protect کریں گے۔ ایک بڑا بہترین امریکہ کا journalist ہے اس کا نام ہے Scott Pelley. 60 years سے کام کر رہا تھا۔ پرسوں وہ retire ہو گیا۔ ڈونلڈ ٹرمپ نے اس کے بارے میں تین لفظ بولے۔ انہوں نے کہا آپ stupid ہیں آپ stiff تھے اور ساتھ کہا you don't care about the country. پھر جب ان کو question کیا تو اس نے کہا میں mind نہیں کرتا ڈونلڈ ٹرمپ کے الفاظ کو اس نے مجھے stupid کہا ہے۔

لیکن وہ بہترین journalist روپڑا اور وہ روپڑا کہ Donald Trump نے مجھے یہ کہا ہے I don't care about my country and the words اس نے جو استعمال کیے جناب سپیکر! میں ایوان میں استعمال کروں گا۔ اس کے الفاظ یہی ہیں، اس نے کہا .there can be no democracy without journalism یہ بہترین الفاظ اس نے بتائے ہیں جناب سپیکر اگر Journalism اور ، میڈیا نہ ہو، آپ کی آواز عوام کو نہ آئے، عوام کا درد ہم تک نہ پہنچے۔ تو عدالتیں کیا کام کریں گی؟ اور ان کے لیے ہم legislation کیا کریں گے۔

جناب سپیکر! ایک دوسرے کے مفادات کے ساتھ نفرت نے اس ایوان کو کمزور کر دیا۔ عوام کو محروم کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! لوگوں کا اداروں پر تو کیا آئین پہ اور اس پارلیمان اور ہم پر سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے۔we can do it اور ہم تب کریں گے جب قانون کی بالادستی ہو گی، آزاد عدلیہ ہو گی، آئین کی supremacy ہو گی، جناب سپیکر۔ اور journalism بہتر گا اور صحیح reporting ہو گی تو میڈیا مضبوط ہو گا۔

جناب سپیکر! Cut نہ لگانا الگ بات ہے۔ لیکن ان کو بتانا لازم ہے کہ اس مد میں جو پیسے دے رہے ہیں وہ جا کے perform کرو۔ جناب سپیکر! وہ اپنی job کریں۔ آپ نے cut تو کیا لگانا ہے؟ آپ نے پیسے بڑھانے ہیں تو بڑھادیں۔ لیکن جس کام کے لیے پیسے دے رہے ہیں ان سے اس پیسے کا ضرور حساب مانگیں۔

جناب سپیکر! الیکشن کمیشن نے GB میں ہم سے نشان چھین لیا۔ آزاد کشمیر میں ہم سے نشان چھین لیا۔ یہ آپ نشان چھین نہیں لے رہے، لوگوں کی امیدیں لے رہے ہیں اور لوگوں کی امیدیں آپ لیں گے تو ایوان کو ہمیشہ کے لیے کمزور کریں گے، یہ نہ کریں۔ میں request کروں گا۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ بیرسٹر صاحب آپ کا شکریہ آپ نے اپنے time کی پابندی کی۔ شکریہ۔ عمیر نیازی صاحب۔

جناب عمیر خان نیازی: جناب سپیکر! شکریہ Charged Expenditure پہ بات کر رہے ہیں۔ میں گوہر خان صاحب والے points نہیں اٹھاؤں گا۔ مگر بجٹ بنیادی طور پہ ایک policy document ہے جو کہ ہماری standing key practices اور future کی ایک line set کرتا ہے۔ مگر جہاں ہم بجٹ پاس کرنے جارہے ہیں اور آج ہم Charged Expenditure پہ بات کر رہے ہیں۔ تو اس کا اگر quantum دیکھیں۔ تو آپ کے بجٹ کا 75 فیصد حجم Charged Expenditure میں جارہا ہے۔ یہ وہ Charged Expenditure ہے۔ چلیں، جس پہ ہم خالی بات چند منٹوں کے لیے کر رہے ہیں۔ پر یہ ہماری نظر سے پھر نکل جائے گا۔ اس وقت معیشت کا سب سے بڑا black hole یہ Charged Expenditures بن گئے ہیں۔ معیشت کو سنبھالا نہیں مل رہا چاہے، debt servicing ہو جو کہ ہمارے 45 فیصد بجٹ کا حجم consume کر جاتی ہے۔ تو اس پہ اس لیے بات کرنا بہت ضروری ہے۔

سب سے پہلے جناب سپیکر! میں بات کروں گا الیکشن کمیشن کے حوالے سے۔ دیکھیں الیکشن کمیشن کا آرٹیکل 81 کہتا ہے آپ نے پیسے رکھنے ہیں۔ اس سال بھی 10 ارب کی خاطر خواہ رقم انہی کاموں کے لیے رکھی گئی ہے۔ مگر یہ رقم رکھنے سے پہلے کم از کم ایک سوال ضرور کرنا چاہیئے تھا۔

وہ سوال یہ تھا کہ جو Common Wealth کی جنرل الیکشن 2024 کی رپورٹ ستمبر کے مہینے میں آئی تھی اس پہ الیکشن کمیشن نے کیا respond کیا ہے۔ جب اس طرح کے gearing سوالات الیکشن کے حوالے سے اُٹھ رہے ہوں۔ تو اتنی بڑی رقم آگے پھر رکھ دینا۔ تو سوال اٹھتے ہیں۔ اس کو probe کرنا چاہیئے۔

Secondly ہمیں تھوڑا سا پیچھے جانا پڑے گا کہ انہی Charged Expenditures کے حوالے سے آج جو ہم کہہ رہے ہیں کہ pass ہوتے چلے جائیں گے ان پہ ووٹ نہیں ہو گا۔ سپریم کورٹ نے ایک فیصلہ دیا تھا کہ الیکشن کرائے جائیں پنجاب اور KP میں۔ اس وقت الیکشن کے لیے رقم 21 ارب کی مختص نہیں کی گئی تھی حالانکہ وہ Charged Expenditure تھا۔ اس پہ نہ بحث ہونی تھی، نہ کسی سے بجٹ لینا تھا۔ تو اس وقت حکومت وقت نے کیا کیا۔ انہوں نے ایک بل پیش کیا Charged sum of general election, Provincial Assemblies of Punjab and Khyber Pakhtunkhwa Bill 2023 اور اسی پارلیمان سے reject کرایا۔

تو کیا اس وقت آئین کی نفی نہیں کی گئی تھی؟ اس نفی کا جواب نہیں دیا گیا البتہ آج ہم اگر Judiciary کا نام لیں تو لفظ expunge ہو جاتے ہیں۔ اس وقت کی تو پارلیمنٹ نے Resolutions تین sitting Judges کے خلاف پاس کیے تھے، ان پہ تو کوئی بات نہیں ہوئی۔

Secondly میں بات کروں گا جناب سپیکر! عدالتوں کے حوالے سے، دیکھیں آج ہم خاطر خواہ رقم رکھ رہے ہیں اور انہی بھیجا ہیئے عدالتیں ہوں گی تو نظام زندگی چلے گا۔ معیشت بھی تب چلے گی جب عدالتوں پہ اعتماد ہو گا۔ مگر چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم کے بعد ہوا کیا ہے۔ دیکھیں internationally لوگوں کا آپ کے بارے میں نظریہ تبدیل ہو رہا ہے۔ اگر آپ رپورٹس اٹھا کے دیکھ لیں International Commission of Jurist (ICJ) وہ آپ کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے کہ آپ کی ان تبدیلیوں کی وجہ سے آپ کا نظام عدل impair ہوا ہے اور اب عدلیہ میں اتنی شاید سکت نہیں ہے کہ وہ executive کو accountable ٹھہرا سکے۔

اگر اس طرح کے سوالات نظام کے بارے میں باہر سے اٹھیں گے اور اگر یہ مستند opinion بن گئی ہے تو خدانخواستہ کل کو آپ کا حال Philippines والا ہو سکتا ہے۔ Philippines میں کیا ہوا؟ آج ان کا صدر Hague میں گرفتار ہو گیا ہے۔ تو کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری جہاز والی CM Europe میں بیٹھی ہو اور کسی CCD کے معاملے میں وہ بٹھا لیں۔ تو خدارا خوف کریں، اپنی عدلیہ کو، اپنے نظام کو مضبوط کریں، اپنے لوگوں پہ rely کریں۔ یہ مسئلہ خالی پی ٹی آئی کا نہیں ہے کہ پی ٹی آئی کو آپ دیوار سے لگا لیں گے۔ ہم overall نظام کو کمزور کر رہے ہیں اور ہم اپنی قوت کہیں باہر دینا چاہ رہے ہیں، اس وقت سے ڈریں۔

آخر میں میں جناب سپیکر! قرضوں کے حوالے سے بات کروں گا۔ دیکھیں قرضوں کا حجم بہت بڑا ہو گیا ہے۔ ہر کسی کو پتہ ہے، یہ تکلیف دہ بات ہے۔ مگر دیکھیں آج تک ہم نے کوئی پارلیمانی کمیشن نہیں بنایا کہ ان سارے قرضوں کو کم از کم probe تو کریں کہ کس عرصے میں کونسے قرضے لیے گئے تھے؟ کس کے لیے لیے گئے تھے؟ اور کس چیز پہ خرچ ہوئے تھے؟ جناب سپیکر! دنیا میں کہیں بھی قرضے administrative expenses meet کرنے کے لیے نہیں لیے جاتے۔ ہم نے کیا کیا؟ ہم نے قرضے لیے اپنی شاہ خرچیوں کے لیے۔ پھر ہم نے جب 80 کی دہائی میں نالیوں اور sewerage پہ خرچے کیے۔ جبکہ وہاں یہ ضرورت تھی کہ اس وقت ML-1 پہ کام کرتے، ہم road network کو سنبھالتے، لیکن ہم نے وہ نہیں کیا۔ جب ہم موٹرویز بنا رہے تھے۔ تو کیا اُس وقت ڈیمز نہیں بننے چاہئیں تھے؟ جب ہم IPPs پہ مہنگی Financing لے رہے

تھے تو کیااُس سے کچھ اور کام نہیں ہو سکتا تھا؟ تو یہ بہت سارے مسائل ہیں جن کا آج پارلیمان تعین نہیں کرے گا تو کبھی بھی آنے والا بجٹ متوازن نہیں ہو سکتا،اور ہم اسی طرح debt trap میں پھنسے رہیں گے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ عالیہ کامران صاحبہ، kindlyٹائم کی پابندی کریں۔

محترمہ عالیہ کامران: سر! آپ کا بہت شکریہ۔ جس طرح سے بجٹ پر سینٹ سفارشات دیتا ہے اور صرف سفارشات دے سکتا ہے،اس میں وہ کوئی تبدیلی کا اختیار نہیں رکھتا۔اسی طرح سے یہ جو Charged Expenditures ہیں،اس پر ہم لاحاصل debate کر سکتے ہیں۔ان اخراجات کے اندر، Courts کے معاملات پر میں بات کرتی ہوں۔اس بجٹ میں اور گزشتہ بجٹ کے درمیان ایک نئی آئینی عدالت کا قیام ہوا جس سے تقریباً7 بلین کا سالانہ خرچہ اس غریب قوم کے لیے نکل آیا ہے اور انصاف کے index میں ،انصاف کا جو معیار ہمارا ہے وہ 138ویں نمبر پر آرہا ہے۔انصاف کیلئے اب لائنوں میں لگ کر انتظار کرنا پڑتا ہے کہ انصاف ہمیں مل جائے۔کیا پاکستانی قوم کے cases کے اندر کوئی کمی آئی ہے؟ کیا انہیں کسی بھی سطح پر کسی قسم کا کوئی اطمینان محسوس ہوا ہے؟ تو اگر وہ نہیں ہوا تو محترم، یاد رکھیں کہ تاریخ ہمیں عدالتوں کو مزید تباہ کرنے والوں میں یاد رکھے گی۔

Courts کی سردیوں اور گرمیوں میں لمبی چھٹیاں ہوتی ہیں، یہ انگریزوں کے دور کی یادگار ہیں۔اُن کو تو شاید اپنے وطن جانا ہوتا تھا۔جہاں cases کے انبار لگے ہوتے ہیں، وہاں پر ہنگامی بنیادوں پہ کام کیا جاتا ہے۔یہاں پر تو پہلے ہی آپ نے تین دن کے لیے off دیا تھا، تو جو off دیا وہ austerity کیلئے کسی قسم کا مددگار ثابت نہیں ہوا، لیکن وہ انصاف کی تاخیر میں ضرور مددگار ثابت ہوا ہے۔جس طرح سے ہماری عدالتیں انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہی ہیں اور ان کا 138 نمبر ہے،اِسی طرح سے Election Commission بھی سیاسی وانتخابی انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔شاید اس دور میں index میں نمبر سب سے آخر میں آئے گا۔لوگوں کو ان کے نتائج پر اطمینان نہیں رہا، بلکہ اس کے متعلق عدالتی فیصلوں پر بھی سوالات اٹھتے ہیں۔

دستور میں Election Commission کے جو Chief اور ممبران کی مدتِ ملازمت کا تعین کیا گیا ہے۔Arrangement کے طور پر چھبیسویں ترمیم کے ذریعے آئندہ آنے والے Members اور جو Chief Election Commissioner تھے،تاکہ وہ کام کرتے رہیں اور الیکشن کمیشن غیر موثر نہ ہو جائے لیکن اب اِس provision کو misuse کیا جارہا ہے،اور کوئی نیا nominee ابھی تک نامزد نہیں ہوا۔اور اس طرح یہ جو بنیادی provision ہے،اس کو غیر مؤثر کر دیا گیا ہے۔

FBR ملک کا سفید ہاتھی ہے۔Tax Collection ہو جائے یا یہ Taxation ہو جائے، وہ ہم اس کی صحت کو maintain کرنے کے لیے کرتے ہیں۔FBR کے افسران دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہے ہیں۔FBR ایک دفعہ بھی اپنا tax collection target achieve نہیں کر پایا ہے۔ کبھی ہم اس کی مدد پیٹرولیم لیوی لگا کر کرتے ہیں اور کبھی ہم کسی اور طرح سے اس کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔

پاکستان میں قرضوں کا حجم بڑھتا جارہا ہے، اوراِس کیلئے کوئی دوا نہیں کی جارہی ہے۔ حتیٰ کہ یہ عالم ہو گیا، اب اُس سود کو ادا کرنے کے لیے ہمیں مزید قرضے درکار ہیں۔ سود پر جو شریعت کورٹ کا فیصلہ آیا ہے اس کی cut of date بھی نزدیک ہے، اور ہم کیا کرنے جارہے ہیں؟ چھبیسویں ترمیم پر ایک دستوری وعدہ سود کے حوالے سے کیا گیا تھا، اس کی طرف ہمیں کوئی progress یا steps نظر نہیں آرہے۔

اگر Foreign Missions کی بات کریں تو دنیا بھر میں جو Foreign Missions ہوتے ہیں وہ export اور معیشت کو promote کرنے کیلئے فعال کردار کرتے ہیں لیکن جو ہمارے Missions ہیں وہ بوجھ ہیں تو ان کی کارکردگی بہتر ہونی چاہیئے اور ان کے اخراجات کم ہونے چاہئیں۔ وفاقی سطح پر محتسب کے ادارے ہوں یا صوبائی سطح کے ادارے ہوں ان کی کارکردگی بالکل بہتر نہیں رہی۔ یہاں پر Post Office کی بات ہوئی Article 81 کے تحت جو محکمے Charged Expenditures کے اندر آتے ہیں، Post Offices اس میں شامل نہیں ہیں۔ اور میرے خیال میں 11 سال ہو گئے ہیں کہ اس کیلئے رقم رکھی جاتی ہے۔ تو مجھے یہ بتادیا جائے کہ Post Office پارلیمنٹ کے کون سے قانون کے تحت اس Charged Expenditure کے اندر رکھا جارہا ہے؟

صدر صاحب کے آفس کیلئے اخراجات میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ ملک کے سب سے بڑے آفس سے austerity کا ایک سسٹم آنا چاہیئے تھا تب ہی عوام اس بڑے آفس کو دیکھ کر تیار ہوں گے کہ انہوں نے بھی بچت کرنی ہے یا نہیں کرنی۔

سر! نیشنل اسمبلی کے اخراجات پر بات کرتے ہیں تو اس پر rules کے مطابق public petition کا ایک concept موجود ہے کہ لوگ اپنی مشکلات کمیٹی کے سامنے رکھیں گے اور کمیٹی دیئے گئے اخراجات کو بروئے کار لاتے ہوئے ان پر مناسب کارروائی کرے گی۔ اس وقت ہماری کمیٹیاں اس معاملے میں ذرا پیچھے ہیں اِن کو بھی مؤثر کرنے کی ضرورت ہے۔

Accountant General of Pakistan جو وفاقی محکموں میں اربوں روپے کی ادائیگی کرتا ہے، لیکن اس میں تاخیر اور بے قاعدگیاں عام ہیں۔ AGPR کو بااختیار بنانا چاہیئے۔ یہ جو مالی لین دین کا عمل ہے، یہ ابھی تک دستی ہے، اس کو digital کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ E-payment, digital out trail اور real time اخراجات فوراً متعارف ہونی چاہئیں۔ محترم، یہ ایوان AGP اور Auditor General کی رپورٹ کا باقاعدگی سے جائزہ لے۔ Public Account Committee کے کام کی حمایت کی جائے اور اس کی سفارشات کو پابند حیثیت دی جائے۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محمد عامر ڈوگر صاحب۔

ملک محمد عامر ڈوگر: جناب سپیکر! شکریہ۔ ہم Charged Expenditure پر ان وزارتوں اور اداروں کی بات کرتے ہیں جو کہنے کو تو اساس پاکستان ہیں یا پاکستان کے وہ ادارے جو پاکستان کی اساس ہیں، جن میں ہماری عدلیہ کے ادارے High Court ہو یا Supreme Court ہو، Senate of Pakistan قومی اسمبلی اور الیکشن کمیشن۔ سب سے پہلے تو میں پارلیمنٹ کی بات کروں گا۔ ہم پارلیمنٹ میں عوام کا

ووٹ حاصل کر کے آتے ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ 8فروری کو عوام ایک خاموش انقلاب کے ذریعے تمام رکاوٹوں کو توڑتے ہوئے اپنے گھروں سے نکلی اور انہوں نے پورے پاکستان میں عمران خان کے امیدواروں کے نشانوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر ووٹ دیئے، ان پر مہریں لگائیں اور پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ یہ ہوا کہ قومی اسمبلی کی 190 سیٹیں پاکستان کی غیور عوام نے عمران خان کو دیں۔ اس کے باوجود آپ نے ہم سے ہمارا انتخابی نشان چھین لیا، ہمارے لیڈر عمران خان اور ہماری سیاسی قیادت کو آپ نے جیلوں میں ڈال دیا اور اس کے بعد کیا ہوا؟ Form 47 کے ذریعے Election Commission of Pakistan جس کے charged expenditure پر ہم بات کر رہے ہیں، جس کو ہم سالانہ کروڑوں روپے Grant دے رہے ہیں۔ پاکستان کی عوام اپنا پیٹ کاٹ کر Election Commission of Pakistan کو پیسے دیتی ہے تاکہ وہ وہ بنیاد طے کرے اور Election Commission of Pakistan ایک صاف شفاف الیکشن کروا کے اس پارلیمنٹ میں اُن لوگوں کو بھیجے جو عوام کی امنگوں کے مطابق ہوں، جو عوام کے ووٹ سے آئیں۔ تو میں کیا نام لوں کہ اس سے زیادہ ظلم کیا ہوگا کہ 8فروری کو Form 47 کے ذریعے ان جعلی لوگوں کو، جنہوں نے ووٹ نہیں لیا، ہزاروں ووٹوں سے تحریک انصاف کے جیتنے والے امیدواروں کو ہرا کر آپ نے اس پارلیمنٹ کو ایک قبضہ مافیا کی شکل میں ہم پر اور اس قوم پر مسلط کر دیا، تو یہ Election Commission of Pakistan کا کردار ہے۔ اس کے بعد میں عدالتوں کے بارے میں بات کروں گا۔ آج عمران خان ایک نظریے کا نام ہے۔ آج عمران خان لوگوں کے دلوں میں بستا ہے۔ یہ ہوتا ہے حق اور یہ ہوتا ہے سچ۔

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب! اس کے بعد رہی سہی کسر اس پارلیمنٹ نے چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم کے ذریعے جو عدلیہ کا بچا کھچا نظام تھا اس کو پیک کر دیا۔ پارلیمنٹ نے اس آمرانہ نظام کو چھبیسویں اور ستائیسویں ترمیم کے ذریعے مضبوط کیا۔ اس آمرانہ نظام کے تسلسل کو مختلف ترامیم کے ذریعے مضبوط کیا اور کسی نے ہماری بات نہیں سنی۔†[***] عوام کو ریلیف دینے کے لئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ہم expunge کرتے ہیں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: عوامی منصوبوں کو ریلیف دینے کے لئے اب تک اس پارلیمنٹ نے جو کام کیا ہے وہ اس آمرانہ نظام کو جو قبضہ گروپ کی شکل میں اس ملک پر مسلط ہے اس کو مضبوط کرنے کے لئے کام کیا ہے۔ ہم یہاں احتجاج کے ساتھ، دل پر پتھر رکھ کر اور عمران خان کے نام پر ووٹ لے کر بیٹھے ہیں۔ اگر یہی سلسلہ رہا تو پھر ہمارے لیے یہ پارلیمنٹ بے معنی ہو کر رہ جائے گی اور ہم اس پارلیمنٹ کو چھوڑ جائیں گے اگر یہی صورتحال رہی تو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی wind up کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: یہ آخری بات، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آئین کی بالادستی ہو اور اس ملک میں حقیقی جمہوریت ہو تو پھر ہمیں، جناب، اس سارے عمل کو آگے بڑھانا پڑے گا۔ آپ ایک طرف تو دنیا میں ثالثی کا کردار ادا کر رہے ہیں، جناب، یہ تسلسل، یہ سوچ ثالثی کی عکاسی ہے میرے لیڈر

---

†(*** بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

عمران خان کی، جس نے کہا تھا کہ جنگیں مذاکرات کی ٹیبل پر حل ہوتی ہیں، جنگوں کے ذریعے ملکوں میں امن نہیں آسکتا۔ میں بس آخری بات کروں گا کہ اگر آپ نے مفاہمت کا آغاز کرنا ہے، ثالثی کرنی ہے تو اپنے گھر کو بھی دیکھیں، اپنے گھر میں بھی سیاسی استحکام لے کر آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آخری بات کریں۔

ملک محمد عامر ڈوگر: اس شعر کے ساتھ میں اپنی بات کا اختتام کرتا ہوں۔

ظلم رہے اور امن بھی ہو

کیا ممکن ہے، تم ہی کہو؟

عمران خان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، ریاض فتیانہ صاحب۔

جناب محمد ریاض فتیانہ: شکریہ جناب ڈپٹی سپیکر، میں کوشش کروں گا اپنے ٹائم میں بات ختم کروں۔ آج کی گفتگو کا آغاز میں کروں گا پاکستان میں سیاسی استحکام پر۔ جب تک سیاسی استحکام نہیں ہوگا، معاشی استحکام نہیں آسکتا، معاشی ترقی نہیں ہو سکتی، غربت و افلاس کا خاتمہ نہیں ہو سکتا، بے روزگاری ختم نہیں ہو سکتی، پاکستان کا وقار بہتر نہیں ہو سکتا۔ تو میں On Floor of House مطالبہ کروں گا، جناب عمران خان، جناب شاہ محمود قریشی صاحب اور تمام سیاسی قیدیوں کو فی الفور رہا کیا جائے۔ Medical بنیادوں پر بھی رہائی ہو سکتی ہے۔

دوسری گزارش میں کروں گا کہ ریاست چار چیزوں کی responsible ہوتی ہے:

No.1. Governance
No.2. Rule of Law and Justice
No.3. Prosperity
No.4. Reforms

تو پاکستان میں ان چاروں چیزوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے، جو کہ ہمیں نظر نہیں آرہی ہیں۔ جناب، گزارش ہے کہ اس ملک کے لیے، democracy and economic growth کا آپس میں بہت positive correlation ہے۔ وہ تب ہی ہوگا جب جمہوریت اور سیاسی جماعتیں مضبوط ہوں گی۔ سیاسی جماعتیں تب ہی مضبوط ہوں گی اگر تمام سیاسی جماعتوں میں جمہوریت اور funding ہوگی۔

میں مطالبہ کروں گا دنیا کے دوسرے ملکوں Germany، Costa Rica اور Ecuador کی طرح پاکستان کے بجٹ میں بھی تمام سیاسی جماعتوں کو ان کے size کے مطابق، ان کی representation کے مطابق public funding فراہم کی جائے۔ جناب والا! اس موقع پر میں آج کیونکہ Article 82 کے مطابق میں Charged Expenditure پر بات کر رہا ہوں، specially audit اور debt پر۔

اس وقت Circular Debt ہمارا پانچ ہزار ارب روپے کو cross کر چکا ہے۔ صرف گیس کا Circular Debt ساڑھے تین ہزار ارب روپے کے قریب پہنچ چکا ہے۔ یہ پہلی دفعہ ہوا ہے پاکستان میں کہ گیس کا بھی Circular Debt ہو گیا۔ جناب والا! IPPs کو ہم بغیر بجلی پیدا کیے ڈھائی سے تین ہزار ارب روپے سالانہ pay کر رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں بجلی مہنگی ہے، عوام خریدتی نہیں ہے۔ دوسری طرف آپ نے بجلی مہنگی کر دی ہے کہ عوام خریدتی نہیں ہے۔ دوسری طرف load shedding اتنی کر دی ہے کہ بجلی نہیں ہے۔

مجھے نہیں سمجھ لگ رہی کہ ان عقل والوں کو کیوں سمجھ نہیں لگ رہی۔ Energy Division بجلی سستی کرے، تو عوام خریدے گی، consumer کو بجلی سستی ملے گی، تو مہنگائی کم ہو گی، غربت کم ہو گی، کاشتکار کو سستی دیں گے تو food security بہتر ہو گی، فصلیں سستی ہو جائیں گی، صنعتکار کو دیں گے تو export بڑھے گی اور foreign exchange آنا شروع ہو جائے گا۔ یہ بات ان کو کیوں سمجھ نہیں لگ رہی؟ ہم بھی سمجھتے ہیں اور آپ بھی جانتے ہیں۔

جناب والا! پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ Education اور Health Sector کی جو position ہے، بجٹ میں GDP کے 1.6% پر آ گئی ہے۔ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ Science and Technology اور Education اور Health میں اس پورے region میں ہم سب سے نیچے کی طرف جا چکے ہیں۔ جناب والا! Police Order 2001 آیا تھا۔ اس میں ایک important سیکشن ہے، Public Safety Commission۔ اس پر آج تک عمل نہیں ہوا، چونکہ پولیس کو یہ چیز suit نہیں کرتی۔ میں مطالبہ کروں گا کہ Federal، Provincial اور District سطح پر Public Safety Commission قائم کیے جائیں۔

میں گزارش کروں گا کہ فصلوں کی crop insurance کی جائے۔ Crop insurance اور جانوروں کی insurance تاکہ climate change کی وجہ سے پاکستان میں کبھی ژالہ باری ہوتی ہے، کبھی flood آ جاتا ہے، کبھی خشک سالی ہو جاتی ہے، کبھی تیز ہوا کے جھکڑ چلتے ہیں، تو تباہ ہو جاتا ہے کاشتکار۔ اور جانوروں کی چوری ہو جاتی ہے۔ ان کو فی الفور insurance net میں لایا جائے تاکہ ان کی دادرسی ہو سکے۔

جناب والا! میرے حلقے میں رجانہ سے کمالیہ سے پیرچہ وطنی تک two-way, four-lane carpeted road کا میں کئی دفعہ مطالبہ کر چکا ہوں، لیکن اس کے لیے PSDP میں پیسہ نہیں رکھا گیا، جو کہ وہ M-4 Motorway، M-3 اور National Highway N-5 کو link کرتی ہے۔ سینکڑوں لوگ اس میں روزانہ حادثات کا شکار ہو رہے ہیں۔

جناب والا! University of Kamalia، میرے حلقے کی ہے، اس کے لیے ایک روپیہ نہیں رکھا گیا، نہ پنجاب حکومت نے، نہ وفاقی حکومت نے، اس لیے کہ اس حلقے کی عوام نے مجھے ووٹ دیا ہے۔ اس کے لیے بھی میں پھر مطالبہ کروں گا۔

اس موقع پر میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں، اتفاق ایسا ہے کہ وزیرِ خزانہ کا تعلق میرے حلقہ انتخاب سے ہے۔ میں Floor پر کہنا چاہتا ہوں کہ وزیرِ خزانہ نے تحصیل کمالیہ، تحصیل پیر محل کے لیے ایک روپیہ بھی کسی کھاتے میں نہیں رکھا development کی مد میں۔ کس منہ سے وہ حلقے میں جا کر لوگوں سے ملیں گے؟

بجلی کی 252 سکیمیں تھیں، وہ مکمل ہو چکی ہیں، ان میں سے سات سکیموں پر ابھی تک کام مکمل نہیں ہوا، حالانکہ full fundings تھیں۔ لوگوں کو سزا دی جا رہی ہے۔ جو بجلی کی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں، ان کا افتتاح نہیں کیا جا رہا۔ گرمی میں بچے، بوڑھے، بزرگ اور بیمار پریشان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک جمپر نہیں لگایا جاتا کہ اس کا افتتاح وزیرِ خزانہ کے چچا سے کروایا جائے، جس کو میں شکست دے چکا ہوں۔ وہ کس حیثیت سے وہاں افتتاح کرے؟ میں کہتا ہوں، میں بھی نہیں کرتا، WAPDA والے، FESCO والے خود بجلی چلا دیں، لوگوں کو سزا تو نہ دیں۔ میں مطالبہ کروں گا کہ وزیرِ خزانہ کو تبدیل کریں۔ Banker کی بجائے economist کو یا political بندے کو لائیں جو کہ politics and economy کو بھی جانتا ہو۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان پر بیرونی قرضہ 35 کھرب روپے تک پہنچ چکا ہے اور domestic قرضہ 57 کھرب روپے تک پہنچا چکا ہے۔ پاکستان کا ٹوٹل قرضہ 92 کھرب روپے ہے۔ یہ انہی جیسے بادشاہوں کی وجہ سے جو ہمارے وزیر خزانہ بنتے آئے ہیں۔ آج ہر پاکستانی 3 لاکھ 20 ہزار کا مقروض ہو چکا ہے۔ کوئی Panda Bond آ رہا ہے، Euro Bond آ رہا ہے، پاکستان کے عوام پر مزید قرضوں کا بوجھ ڈالنے کی سکیم ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ high rate mark up پر آپ loan کیوں لیتے ہیں؟ میرے علم کے مطابق جب آپ high mark up پر loan لیتے ہیں تو آپ کو اس میں سے کمیشن ملتا ہے۔ کمیشن کی خاطر آپ قوم کو بھاری سود پر قرضے دینے کا پابند کر رہے ہیں۔ 9 ہزار ارب روپے صرف سود کی مد میں آپ واپس کر رہے ہیں۔

جناب والا! میں اپنی بات کو conclude کرتے ہوئے یہی گزارش کروں گا کہ Benazir Income Support Programme کے تحت ہر تحصیل میں Women Center, Garments Factory and Soft Warehouse بنایا جائے تاکہ لوگوں کو غربت سے نکالا جا سکے۔ پیٹرول ڈیزل کی قیمتیں کم کی جائیں۔ خوراک پر tax بالکل ختم کر دیا جائے۔ Tobacco اور جو sugary cold drinks ہیں ان پر tax double کر دیا جائے۔ ہماری جو lifesaving medicines ہیں ان پر 2 ارب ڈالر۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ انجینئر حمید حسین صاحب۔

جناب حمید حسین: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔ شکریہ، جناب سپیکر۔ Charged Expenditure پر discussion ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! میں پارلیمنٹ کا ذکر کروں گا۔ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ سب سے بالاتر ہے، لیکن اس پر ایک سوالیہ نشان ہے۔ ہمارے علاقوں اور حلقوں میں جو واقعات ہوتے ہیں، تو وہ اس ایوان میں آ کر ہم بیان کرتے ہیں، لیکن افسوس کہ سالہا سال سے یہ

ذکر ہم کرتے آرہے ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں ہے۔اس پارلیمنٹ سے ہماری توقعات ہیں۔ یہ عرض ہم ادھر ہی اپنی پارلیمنٹ میں لے کر آتے ہیں، لیکن افسوس کوئی نہ سننے والا ہے نہ جواب دینے والا ہے۔ ہماری باتیں ایسے ہی چلی جاتی ہیں۔ جیسے ہمارے علاقے کا روڈ جو دو ڈھائی سال سے بند ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ روڈ کھلا ہے۔اس کے بارے میں یہ بتاتا چلوں کہ یہ روڈ 24 گھنٹے میں صرف دو گھنٹے کے لیے کھولا جاتا ہے اور اس میں بھی اگر ایک آدھ منٹ کے لئے کوئی گاڑی آگے پیچھے ہو جاتی ہے تو اس کو آگے نہیں جانے دیا جاتا۔ میں کدھر جاؤں؟ کدھر تلاش کروں؟

ہمارے جو overseas باہر مزدوریاں کر رہے ہیں، سالہا سال سے اُدھر مزدوری کر کے آپ کا ملک جن remittances کے لیے خوش ہے کہ remittances آ رہی ہیں، وہی لوگ، وہی مزدور، کدھر ہیں؟human rights کہاں ہیں پارلیمنٹ کی وہ sections, وہ human rights, جو لوگوں کو ظلم کے خلاف کچھ بھی نہیں ملتا؟ غریب لوگ، ظلم کے خلاف عدالتوں میں جا جا کر روتے ہیں۔ وہی عدالتیں جو اپنے orders دیتی ہیں، جس طرح ان لوگوں کے بعد میں passport بھی block کیے جاتے ہیں بغیر reason کے، کوئی پتہ نہیں چلتا، صرف نام دیکھ کر کہ اس وجہ سے یہ passport block ہے۔جب وہ عدالتیں order کرتی ہیں کہ یہ passport کھول دیے جائیں، PCL and ECL سے نکال دیے جائیں تو اس پر کوئی عمل نہیں ہوتا۔ تو یہ ایک سوالیہ نشان ہے کہ عدالتیں پھر کیا کر رہی ہیں؟ لوگ Contempt of Court میں جاتے ہیں، تو اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملتا۔ عدالتیں، جن پر ہمارے قومی خزانے کے پیسے خرچ ہو رہے ہیں، ان پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیئے۔ اسی طرح یہ پارلیمنٹ، جو بالاتر ہے، اس کو میرے خیال میں اپنی بالاتری قائم کرنی چاہیئے اور ہم request کرتے ہیں کہ ان پر نظر ثانی کرنی چاہیئے اور لوگوں کے ساتھ جو زیادتیاں ہوتی ہیں، اس پارلیمنٹ کو چاہیئے کہ ان کا ازالہ کرے۔ شکریہ۔

(اس موقع پر جناب چیئرپرسن علی زاہد کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ جناب چنگیز خان صاحب، Please۔

جناب چنگیز احمد خان: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم ۔بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔آنریبل چیئرپرسن صاحب! یہ میری دلی خواہش پوری ہوئی ہے کہ آپ as a Chairperson ہوں اور میں بات کروں، تاکہ مجھے میرا پورا time مل جائے، بہت شکریہ۔ گزارش ہے کہ میں لمبے چوڑے expenditures پر بات نہیں کروں گا۔ ویسے تو۔

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے

انجامِ گلستاں کیا ہوگا؟

میں چار چیزوں پر بات کروں گا، جس میں Election Commission ہے اور ماشاءاللہ تین ہمارے ملک کی عدالتیں ہیں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے، بلکہ یہ پاکستان میں ایک تسلسل کے ساتھ چیزیں چلتی آ رہی ہیں۔ دو survey ہیں ایک International World Justice Project (WJP) Survey میں ہماری عدلیہ کا جو نمبر ہے، ٹوٹل 142 ممالک میں ہم تقریباً نیچے سے almost ہمارا نمبر 138 ہے۔ اس کے بعد اسی سروے میں further categorize کیا گیا order and security اس میں ہم 142 ممالک میں سے 139 نمبر پر ہیں اور order and security کیا ہے جناب چیئرپرسن۔ جس میں ہماری جان ومال کا تحفظ ہے۔ جس میں جو ہمیں fundamental rights آئین گارنٹی کرتا ہے، ان کا تحفظ ہے۔ اور اس کے بعد Constraint Civilian Power کے سروے میں ہم 103 نمبر پر ہیں۔ تو میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جس ملک کی عدلیہ اور عدالتی نظام کا یہ حال ہو کہ جو دن بدن گراوٹ کا شکار ہوتا جا رہا ہو۔ آج اس ملک کا المیہ اور حال یہ ہے کہ وہ پنجابی میں اگر اجازت دیں تو ایک چھوٹی سی بات کروں گا۔ پنجابی میں ہم کہتے ہیں (پنجابی)†[***]

جناب چیئرپرسن: یہ ہم expunge کرتے ہیں۔

جناب چنگیز احمد خان: جی کر دیں کوئی بات نہیں۔

جناب چیئرپرسن: برائے مہربانی غیر پارلیمانی زبان استعمال نہ کریں پلیز۔

جناب چنگیز احمد خان: سر یہ اندر بول رہا ہے۔ اس میں اگر کوئی غیر پارلیمانی الفاظ ہوں تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔

جناب چیئرپرسن: غیر پارلیمانی الفاظ استعمال نہ کریں۔

جناب چنگیز احمد خان: سر آپ کہتے ہیں کہ ان کرداروں کی میں تعریف کروں؟

جناب چیئرپرسن: آرٹیکل 68 کا خیال رکھیں۔

جناب چنگیز احمد خان: جی سر۔ اب میں آتا ہوں کہ یہ سات ارب انعام مل رہا ہے ان باتوں کا اس ملک کے لوگوں کی بنیادی حقوق کی جو پامالی ہو رہی ہے تو یہ سات ارب کس لئے دیا گیا ہے۔

جناب چیئرپرسن: عدلیہ کی توہین نہ کریں۔ پلیز، اس میں محتاط زبان استعمال کریں۔

جناب چنگیز احمد خان: جناب چیئرپرسن! یہ غیر پارلیمانی لفظ نہیں جو میں بول رہا ہوں، جو حقیقت ہے۔ ہمارے کیسز عدالتوں میں ہیں، شنوائی نہیں ہوتی، ہم جاتے ہیں تین تین ماہ کی تاریخ دے دی جاتی ہے۔ اب میں آتا ہوں FCC پہ۔ FCC کا بجٹ چھ ارب بھی کم ہے، سر! اس کو بارہ ارب ہونا چاہیئے۔ آج اس اسمبلی میں فارم 47 کے بعد اگر رونق لگی ہوئی ہے۔ جنہوں نے ہماری سیٹیں جو دی گئی تھیں، اسوقت جو چند باضمیر ججز بیٹھے تھے جو بعد میں مستعفی ہو گئے۔ اسکو review میں جا کر وہ ہماری سیٹیں ختم کر کے وہ غیر آئینی اقدام کیا گیا۔ آئین میں یہ گنجائش نہیں تھی۔ آئین خاموش تھا۔ نہ اس پر legislation ہوئی تھی۔

جناب چیئرپرسن: چنگیز صاحب wind up کیجئے گا، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

---

†(*** بحکم جناب چیئرپرسن الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

جناب چنگیز احمد خان: پورے دس منٹ ہیں۔ سر! اب آتا ہوں Election Commission پہ دس ارب کس لیے، کیا کروایا، سر؟ ایک بل پیش ہوا، منظور ہوا، ختم ہو گیا۔ Electronic Voting Machine پہ ووٹنگ، کیا اس لیے دیا گیا کہ اس ملک میں آئین کے مطابق اگر 90 دنوں میں الیکشن ہونا ہو تو الیکشن نہیں ہونے دینا؟ کیا اس لیے دیا گیا کہ ایک پارٹی کو صرف اس بنیاد پر اس کا نشان چھین لیا جائے کہ اس کا پروسیس ٹھیک نہیں ہوا، جبکہ دوسری پارٹی same nature کے case میں تیس ہزار جرمانہ کر کے نشان واپس دے دیا جائے؟ کیا اس لیے دیا گیا ہے کہ پنجاب میں لوکل باڈی الیکشن نہیں ہونے دینے؟ کیا اس لیے دیا گیا ہے کہ ملک کے کسی حصے میں لوکل باڈی الیکشن نہیں ہونے دینے؟ کیا اس لیے دیا گیا ہے کہ GB میں خاص tyranny کا بازار کھولنے کے لیے پی ٹی آئی کا نشان ایک بار پھر چھین لیا جائے؟ کیا اس لیے دیا گیا ہے کہ GB میں پی ٹی آئی کو رجسٹر نہیں ہونے دیا جائے گا؟ جب ان باتوں کے لیے ہم یہ پیسے دیں گے تو پھر Commonwealth کی رپورٹ بھی جب آئے گی اور اس میں high-level کے جو question marks ہوں گے credibility of Election Commission پر، تو ہم بین الاقوامی طور پر کیا منہ دکھائیں گے کہ یہ وہ ادارے ہیں، اور ہاں ایک اور بات، سر! جس میں ہمیں بہت ضرورت تھی، ہم نے صرف یہ چیزیں حاصل کرنے کے لیے اس آئین کے حلیے کو مسخ کیا۔ الیکشن کمیشن اپنی مدت پوری کر چکا ہے، 90 days اس کو دیے جا سکتے تھے، اس میں ترمیم کی گئی اور غیر معینہ مدت تک as acting Chief Election Commissioner بنا کر اس ملک کے تمام democratic process کو تباہ کر دیا گیا۔ اور آج نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ کل جب ہم پر چھریاں چل رہی تھیں، جب ہم سے result چھینے جا رہے تھے، جب ہمیں جعلی فارم 47 کے ذریعے ہروایا جا رہا تھا، تو پیپلز پارٹی والے میرے بھائی، (ن) لیگ کے ساتھ مل کر ڈیسک بجا رہے تھے۔ آج جب ان کے خلاف فارم 47 تیار ہوا ہے تو آج ان کو ہمارے والی تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی ہم کہتے تھے، آج بھی کہتے ہیں کہ آئیں۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ بات آپ کی مکمل ہو گئی۔ چلیں بات مکمل کریں۔

جناب چنگیز احمد خان: جناب چیئرپرسن! اس ملک کی پارلیمنٹ کو مضبوط کریں، اس ملک میں سیاسی استحکام لے کر آئیں، بیٹھیں اور سیاسی طور پر اتحاد کریں، آپس میں ڈائیلاگ کریں اور جو اختلاف ہے اس پر بولیں، اور جس کی غلطی ہے وہ تسلیم کرے۔ تاکہ پارلیمنٹ مضبوط ہو۔ عمران خان زندہ باد۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ۔ جناب شفقت عباس صاحب۔

جناب شفقت عباس: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ بہت شکریہ جناب چیئرپرسن۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرپرسن! قاضی القضاء کا عہدہ اسلامی سٹیٹ میں سب سے بڑا عہدہ مانا جاتا تھا اور بڑی قدر و منزلت تھی اس عہدے کی اور اس کے سامنے وقت کا جو حاکم ہوتا تھا وہ بھی پیش ہوتا تھا وہ بھی جواب دہ ہوتا تھا۔ اور اسلامک سٹیٹ کا سب سے بنیادی pillar انصاف ہوتا ہے۔

مولا علی علیہ السلام کا فرمان بھی ہے کہ کفر کا جو معاشرہ ہے وہ تو قائم رہ سکتا ہے لیکن ظلم اور جبر کا نہیں۔ تو بے شک ایسے معاشرے قائم ہیں اور رہیں گے بھی صحیح جہاں پہ کفر ہے۔ لیکن جہاں پہ انصاف نہیں ہو گا وہ معاشرہ بالکل قائم نہیں رہ سکتا۔

جناب چیئرپرسن! اب آجائیں پاکستان کی تاریخ پر، بڑی سیاہ تاریخ ہے اس عدلیہ کی جسٹس منیر سے لے کر جسٹس قاضی فائز عیسیٰ تک ایک ایک نام ایسا ہے۔ کس کا میں ذکر کروں؟ وہ مولوی مشتاق ہو یا وہ ججز ہوں جنہوں نے بھٹو شہید کو پھانسی دی اور پھر آ کر admit بھی کیا کہ ہم پر pressure تھا اور ہم سے غلط فیصلہ ہو گیا۔

جناب سپیکر! آج کیا ہے؟ آج ان ججز کا ہمیں احترام کرنا چاہیئے جنہوں نے خط لکھا اور بتایا کہ بھائی ہم پہ اور ہماری فیملیز پر pressure ہے، ہم سے غلط فیصلے لیے جا رہے ہیں یا غلط فیصلے کرنے لے لیے ہم پر pressure ڈالا جا رہا ہے۔

تو جناب سپیکر! ہم نے کیا کیا؟ ہم نے یہ کیا کہ بجائے ان کو تحفظ دیتے، بجائے ان ججز کو سپورٹ کرتے، بجائے ان ججز سے پھر کوئی judicial murder ہو جاتا۔ اس سے پہلے پہلے ان کا کوئی سد باب کرتے۔ ہم نے کہا نہیں۔ آپ نے انصاف کا بول بالا کرنے کے لیے آواز اٹھائی ہے تو سب سے پہلے گلا آپ کا گھونٹیں گے۔ کسی کے خلاف ریفرنس تیار ہو گیا اور جعلی ڈگری کا کیس چلا دیا گیا۔ کسی کو سندھ، کسی کو پشاور اور کسی کو کہیں بھیج کر ہم نے یہ بتلایا کہ نہیں۔ اس ملک میں جو جو شخص بھی یہ بات کرے گا کہ نہیں ہم نے انصاف کرنا ہے، ہم نے غریب آدمی تک انصاف پہنچانا ہے اس کا یہی حشر کریں گے۔

تو جناب سپیکر! کتنا ظلم ہے اس ملک کے ساتھ؟ کتنی زیادتی ہے غریب لوگوں کے ساتھ؟ کیا ہم ان سے ٹیکس وصول کر کے ان کے بچوں کا رزق مار کر بھائی انصاف کا تو پہلے ہی قتل عام ہو گیا ہے سوائے ان پانچ ججز کے، جن کے ساتھ ہم یہ کر رہے ہیں۔ جن کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں۔

اب بڑا ظلم ہے کہ آپ ان کو کاریں بھی دیں، آپ ان کو سٹاف بھی دیں، آپ ان کو 26، 26 لاکھ تنخواہ بھی دیں، آپ ان کو پیٹرول بھی دیں اور جناب سپیکر! تو پھر یہ سات ارب کس بات کا؟ کیا یہ سات ارب ہم کسی اچھے کام پہ نہیں لگا سکتے؟ کیا ہم اس judiciary پر جو پیسہ ضائع کر رہے ہیں، تو کسی اور اچھے کام میں لگا لیں، جناب چیئرپرسن۔

میں تو خود وکیل ہوں۔ کاکڑ صاحب پہلے مجھ سے بات کر رہے تھے، وہ بھی وکیل ہیں۔ ہم سے بہتر کون جانتا ہے کہ آج کے دور میں اور specially اس سے پہلے history میں نہیں ملتا اور جناب اگلی بات، ہمارا نمبر کونسا ہے؟ 143 ممالک میں جوڈیشل نظام کام کر رہا ہے اور ماشاءاللہ ہم 140 نمبر پر پہنچ گئے ہیں۔

اب وہ تین ملک ہم نے cross کرنے ہیں وہ بھی کر جائیں گے اگر اٹھائیسویں ترمیم آ جاتی ہے تو 143 بھی ہم cross کر جائیں گے۔ 140 تک پہنچ گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ذرا آپ بات تو سنیں کہ ہم suspension دائر کرتے ہیں۔ 426 قانون کی Cr.P.C. کے تحت کہ عمران خان کی جو سزا ہے وہ معطل کی جائے۔

یہ قانون ہے کہ کوئی بھی جب کسی کو سزا ہوتی ہے تو وہ اس کے suspension تیار کرتا ہے Section 426 Cr.P.C. کے تحت۔ ابھی میری ٹیم نے بتایا ہے۔

جناب چیئرپرسن: عباس صاحب wind up کریں، آٹھ منٹ آپ کے ہونے والے ہیں۔ †[***]

جناب چیئرپرسن: یہ †[***] میں expunge کر رہا ہوں۔

جناب شفقت عباس: کرتے رہیں، مجھے بات تو کرنے دیں۔ آپ ان کو expunge کریں جنہوں نے †[***] کر دیا ہے۔ آپ اس پارلیمنٹ میں لوگوں کو اکٹھا کر کے بٹھائیں اور اس judiciary کو آزاد کروائیں۔

جناب چیئرپرسن: شکریہ۔ شکریہ۔ وقت ختم، آپ کا ٹائم پورا ہو گیا۔ Thank you, ڈاکٹر عظیم الدین زاہد صاحب، پلیز۔ ڈاکٹر عظیم الدین زاہد صاحب۔

جناب عظیم الدین زاہد: شکریہ مسٹر چیئرمین، پہلے تو میں جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے میرے کل کے ایک استفسار پہ جواب دینے کی کوشش کی۔ تو میں دوبارہ ان سے گزارش کروں گا کہ محترم چلیں ٹھیک ہے ہم کم علم ہی صحیح آپ ذرا مجھے بتادیں کہ جب آپ خود کہہ رہے ہیں 452.1 GDP کی اور آپ ایک population دکھا رہے ہیں جو کہ گزشتہ سال کی 252 ملین کی۔ جبکہ اس سال آپ ابھی calculate کر لیں آپ جا کے اپنے Statistics Bureau سے پوچھ لیں 259 ملین بنتی ہے۔

تو simple ایک تقسیم کرنا ہے اور آپ ابھی calculator پہ بیٹھے بیٹھے کر لیں۔ وہ 1901 ڈالر فی کس بنتی ہی نہیں ہے۔ تو اس پہ ذرا میں مزید وضاحت چاہوں گا ان سے۔

اور دوسرا یہ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ بجٹ کی انہوں نے آٹھ دس کتابیں دے دی ہیں۔ ان میں سے ہر کتاب میں کسی میں figures لکھے ہوئے ہیں، کسی میں million بھی لکھا ہوا ہے، کسی میں billions میں لکھا ہوا ہے اور ایک کتاب میں صرف trillions لکھے ہوئے ہیں۔ تو in thousands یہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں بیٹھے وہاں سے پھر گنتے رہا کریں۔ ذرا اپنا یونٹ تو ایک کر لیں یا million میں لکھ لیں یا billion میں لکھ لیں یا trillion میں لکھ لیں۔ یہ کیوں ہمیں انہوں نے مخمصے اور تذبذب میں ڈالا ہوا ہے۔

دوسرا یہ ہے آج چونکہ Charged Expenditure پہ ہی بات ہو رہی ہے تو میں ایک تو یہ سینیٹ کے اخراجات پہ بات کرنا چاہوں گا کہ قومی اسمبلی کے ممبرز اس وقت ہیں 336 اور باقی قومی اسمبلی چلانے کے یقیناً اخراجات سیکرٹریٹ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے لیے آپ نے رکھے ہوئے

---

†(*** بحکم جناب چیئرپرسن الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے گئے۔)

ہیں 7 ارب 96 کروڑ روپے۔ جب کہ سینیٹ میں صرف 96 ممبرز ہیں۔Members 96 کے اخراجات اور سینیٹ کو چلانے کے اخراجات 6ارب 45 کروڑ روپے رکھے ہوئے ہیں جو کہ اگر نسبت تناسب سے بھی دیکھیں تو بہت زیادہ بنتے ہیں۔ تو اس پہ بھی ذرا نظر ثانی فرمالیں۔

اور تیسرا میرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہ جو Charged Expenditure کا آپ نے ہمیں صفحہ تھمایا ہے۔ اس میں ٹوٹل اگر ہم اس کو اردو میں پڑھیں تو وہ بنتے ہیں جی 40 نیل اور 74 کھرب۔ جو کہ بہ زبانِ انگریزی 40 trillion and 74 billion rupees بنتے ہیں۔ میں ذرا اِن سے وضاحت چاہوں گا، وزیرِ خزانہ سے سیکھنا چاہوں گا کہ یہ Charged Expenditures جب 40 trillion and 74 billion کے دکھائے گئے ہیں اور total Budget ہمیں 18.77 trillion کا دکھایا گیا ہے تو اِس میں یہ کیسے fit ہوتے ہیں؟ ذرا یہ ہمیں سکھا دیں۔ thank you very much.

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ، خواجہ شیراز محمود صاحب please۔

خواجہ شیراز محمود: جناب چیئرپرسن! شکریہ۔ وزیرِ خزانہ موجود ہیں، انہوں نے اپنی winding-up speech کے اندر اُسی question کو سب سے پہلے address کیا جس کا ذکر ہمارے فاضل دوست لکھنوی صاحب بھی کر رہے تھے، تو میں بھی چاہوں گا کہ honourable Finance Minister اس پر ضرور clarity لے کے آئیں، اور ان کی ٹیم نے جو انہیں جواب لکھ کر دیا ہے، سر! اُن کی سرزنش ضرور کیجیئے گا۔ انہوں نے کوئی مناسب جواب آپ کی خدمت میں پیش نہیں کیا۔ اس پر آپ کی طرف سے clarity آنی چاہیئے کہ بڑا simple سا ہے، ہمارا GDP 452 billion dollars کا ہے، ہماری population 259 million کی ہے، ہم per capita 1901 US dollar بنا رہے ہیں یا بتا رہے ہیں، جبکہ یہ actually figures ٹھیک نہیں ہیں۔ ہم نے سپیکر صاحب کو جو request پیش کی ہے اس پر ہم منتظر ہیں کہ ہمیں جواب ملنا چاہیئے۔

Charged Expenditure پر جو فہرست اسمبلی میں پیش کی گئی، ایک تو اِس کے background کا سب کو علم ہوگا، بتانا اِس لیے بھی ضروری ہے کہ اگر clarity ہو جائے کہ یہ وہ expenditure ہے جو آئینی طور پر consolidated funds سے یا پاکستان کے fund سے کاٹ لیا جائے گا۔ یہ House کے اندر صرف اطلاع دی جاتی ہے، اس پر بحث کرنے کی اجازت ہے۔ تو یہ ہم پوچھ تو سکتے ہیں کہ جناب جو Foreign Missions پر آپ ایک خطیر رقم خرچ کرتے ہیں، اس کا پاکستان کو کیا فائدہ ہوتا ہے؟

پاکستان کے Foreign Missions میں ہمارے جو افسران کام کرتے ہیں، صرف اللّے تللّے ہو رہے ہوتے ہیں، عیاشیاں ہوتی ہیں، اس کا ہمیں کیا فائدہ ہوتا ہے؟ ہمارے ملک کے جتنے نمائندے باہر بیٹھے ہوتے ہیں، کیا انہوں نے ہماری trade اور commerce کو support کیا؟ کیا اس ملک کی export بڑھانے میں انہوں نے اپنا role play کیا؟

ہم بمشکل اگر کوئی 2 ارب ڈالر کا اس میں اضافہ کرتے ہیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ پھر negative growth ہو جاتی ہے اور وہ پیچھے کی طرف آ جاتے ہیں۔ تو ان کو تو میرے خیال میں آپ کو ایک روپیہ بھی نہیں دینا چاہیئے۔ یہ مکمل طور پر fail ہو چکے ہیں، اور جو ملک کے اندر ہمارے مزدور، کسان، factory میں production کرنے والے units ، یہاں پر محنت کر کے اپنی کوئی چیز باہر بھیجنے کے لیے کوئی effort کر رہے ہوتے ہیں، تو انہیں وہ support کرنے کے بجائے condemn کر رہے ہوتے ہیں۔

چیئرمین صاحب! آپ Law And Justice Division کو پیسے دے رہے ہیں، consolidated fund سے آپ direct ان کا expenditure charge کر رہے ہیں ۔ہمارا یہاں پر اس House کے اندر 2004 میں Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act pass ہوا۔ وہ Act یہ کہتا ہے کہ پاکستان کا جو قرضہ ہوگا، وہ overall GDP کے 60 % سے نیچے ہوگا۔ آپ کا اس وقت جو overall debt اور اس کی GDP ratio کے حساب سے جو ہے وہ غالباً 80 % سے بڑھ گئی ہے۔ میں اس پہ بھی جواب چاہوں گا کہ اگر ہم اسی House کے اندر بیٹھ کر Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act بناتے ہیں اور اُس Act کی یہ ایوان خود خلاف ورزی کرتا ہے، Law and Justice خلاف ورزی کراتا ہے، ہمارا Finance Division اس کی خلاف ورزی کرتا ہے، تو کون پوچھے گا؟

چیئرمین صاحب! اس Chair پر بیٹھے ہوئے جو بھی سپیکر ہیں یا آپ ہیں، آپ اِن سے سوال کریں کہ پاکستان کے ایک قانون کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اور regular بنیادوں پر مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ ہم اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں ۔اِس ایوان کو جس چیز کیلئے بحث کرنی چاہیئے، جس چیز کو ensure کرنا چاہیئے، اُس میں ہم ناکام ہیں اور debt ہے کہ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ پچھلے 4 سال میں آپ نے اس قوم پر 40000 ارب روپے سے لے کر almost 88000 billion rupees کا قرض چڑھا دیا ہے۔ آپ بتائیں کہ ان 4 سال کے اندر کون سا ایسا انقلاب برپا کیا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کے 2022 تک جو قرضہ تھا اُس کو آپ نے double کر دیا؟ اِن exponential rises کے ساتھ آپ کی economy آگے نہیں جا سکے گی، یہ ملک آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ آپ کو اصلاحِ احوال کرنا پڑے گا۔

میرے دوست ابھی ایک شعر پڑھ رہے تھے، میں اس کا پہلا مصرعہ بھی پیش کرتا ہوں۔ یہ شعر سب سے پہلے اسمبلی میں خان بہادر خان صاحب، جو ایوب خان صاحب کے بھائی تھے اور Opposition کے leader تھے، سب سے پہلے یہ شعر پڑھا:

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی الو کافی تھا

ہر شاخ پہ الو بیٹھا ہے انجامِ گلستاں کیا ہو گا

بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: جی thank you۔ ثناءاللہ خان مستی خیل صاحب۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ (عربی)۔جناب چیئرپرسن! بہت شکریہ۔ہم یہ جو Charged Expenditure پر بحث کررہے ہیں، یہ دیکھ کر میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی ہے۔ بڑے ذمہ دار لوگ اس House میں بیٹھے ہوئے ہیں جو عوام کا ووٹ لے کر اسمبلیوں میں پہنچتے ہیں اور عوام کی ہم سے بڑی امیدیں اور خواہشات ہوتی ہیں۔

جناب چیئرپرسن! آپ کے father کے ساتھ بھی میں نے کام کیا ہوا ہے اور آپ بھی ماشاءاللہ ایک عوامی نمائندے ہیں۔ یہ میں دیکھ رہا ہوں کہ جس ملک پر 83 trillion کے قرضے چڑھ جائیں، جس میں World Bank کی report ہے کہ آپ کے % 44 لوگ خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔آپ کا وزیرِ داخلہ، جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو لوگوں کے بعد سب سے مضبوط ترین آدمی ہے، وہ کہہ رہا ہے کہ پچھلے 3 سال میں 100 billion یہاں سے چلا گیا ہے۔ آپ کے brains یہاں سے drain ہو کر جارہے ہیں۔ آپ کی معیشت کے بارے میں ڈاکٹر حفیظ پاشا کہتا ہے کہ ان کی غلط policies کی وجہ سے زراعت کو 1000 ارب کا نقصان ہوا ہے۔

Sir! میں پچھلے دنوں Chamber of Commerce کے President کو سن رہا تھا، وہ کہہ رہے تھے کہ ہماری 150 textile mills بند ہوگئی ہیں۔ میں عوام کا نمائندہ ہوں، گلی محلے کی نفسیات کو سمجھتا ہوں۔ انہوں نے جو بتایا ہے کہ جو 83 trillion کے قرض ہیں میں پوچھنا چاہ رہا۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: Charged Expenditure پر بات کریں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: میں وہی بات کررہا ہوں، میں debt پر ہی بات کررہا ہوں، میں senior Parliamen-tarian ہوں، thank you very much۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے کیا بولنا ہے۔ میں اسی لیے کہہ رہا ہوں کہ 83000 ارب روپے کے قرضے آپ کیسے ادا کریں گے؟

چند سال پہلے نیلام گھر میں طارق عزیز سے کسی نے question کیا، پاکستان پہ قرضوں کا کتنا بوجھ چڑھ چکا ہے؟ آپ مینارِ پاکستان کے برابر بھی ڈھیر لگا دیں تو اُس سے اوپر چلا جائے گا۔ ہمارا جو بچہ ابھی پیدا نہیں ہوا، آپ اس کو بھی مقروض کرتے جارہے ہیں۔ ہم پچیسویں دفعہ IMF میں گئے ہیں۔ بیچارے ایک عمران خان کے بارے میں کہتے ہیں، ہمارے بھائی بھی اُن کے 3 سالہ دور کو criticize کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں، 1947 سے لے کے اس وقت تک یہ جو ہمارے بھائی بیٹھے ہیں، یہ پچھلے 50 اور 55 سال سے حکمران ہیں، وزیرِ اعظم رہے، وزیرِ اعلیٰ رہے، سیاہ و سفید کے مالک رہے، پاکستان کی باگ ڈور اِن کے ہاتھ میں رہی، میں پوچھتا ہوں انہوں نے یہی کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ پاکستان کی عوام پہ 83000 ارب کے قرضے چڑھ گئے ہیں۔ انہوں نے یہی کارنامے سرانجام دیئے کہ پاکستان کے % 44 لوگ خطِ غربت سے نیچے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ ان کے یہی کارنامے ہیں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ 8,000 کمانے والا غریب نہیں ہے۔ میں حیران پریشان ہوں۔ مجھے آج پتہ چلا، فتیانہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ وزیرِ خزانہ صاحب ہمارے علاقے کا ہے اور ماشاءاللہ bank کے President بھی رہے ہیں۔ مجھے بتادیں کہ یہ جو بجلی اور gas اور اس کے

ساتھ grocery کی قیمتیں ہیں۔ میں آپ کو challenge کر کے کہتا ہوں۔ میں وہ وہ مثالیں دے رہا ہوں جو international definition ہیں household کی، کہ کتنے افراد پر مشتمل ایک گھرانہ ہوتا ہے۔ جس میں 4 اور 5 لوگ ہوں، یہ مجھے ایک لاکھ میں ان کے گھر چلانے کا Budget بنادیں۔

جناب سپیکر! کم از کم ہم اپنی line length تو درست رکھیں۔ ہم کیا کر رہے ہیں؟ اس ملک کے ساتھ جو ہم کھلواڑ کر رہے ہیں، جمہوریت کا گلا گھونٹ رہے ہیں۔ روئے زمین پر پہلا election ہوا ہے، جناب سپیکر! میاں نواز شریف کو ملک سے باہر بھیجا گیا، بے نظیر بھٹو کو ملک سے باہر بھیجا گیا، لیکن ان کی party کا نشان نہیں چھینا گیا۔ اِس سے بڑا ظلم ؟

Supreme Court of Pakistan کے full Bench کا فیصلہ آیا کہ آپ special seats دیں۔ ایک سال تک special seats نہیں دی گئیں۔ یہ کہاں کی بات ہے، سر؟

میں تو حیران ہوں کہ ہماری اخلاقیات، ہماری moralities کہاں گئی ہیں کہ vote ڈالا گیا ہے A party کو، seats آپ نے B اور C کو دے دی ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے۔ تو یہ میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ Staff House Hold and Allowances of the President, Public and Personal, سچی سی بات ہے، دیہاتی ہوں سر! مجھ سے تو گنے بھی نہیں جا رہے، کیا ہے، لکھا ہوا کیا ہے سر؟ مجھے کوئی help out کر دیں۔ خدا کا نام مانو، یہ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں، سر؟

ہمارے foreign loans، ہماری services of domestic debt، اُس کے بعد کہہ رہے ہیں repayment of domestic debt۔ سر! قرضے پر قرضے اور عیاشیاں کر رہے ہیں۔

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لاوے گی ہماری فاقہ مستی ایک دن

جناب چیئرپرسن: شکریہ سر، آپ کے 8 minutes complete ہو گئے ہیں۔

جناب محمد ثناءاللہ خان مستی خیل: میں wind up کر رہا ہوں۔ میں اجتماعی طور پر بطور Pakistan کے محبِ وطن شہری کے، اور 24 سال ہمیں بھی اس Parliament میں ہو گئے ہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں ملک bleed کر رہا ہے۔ ہم آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ اس Pakistan میں میثاقِ Pakistan کی ضرورت ہے۔ بلھے شاہ نے اس پر خوب کہا تھا۔ ہمیں من حیث القوم اپنی soul searching اچھی کرنی چاہیئے۔

(پنجابی اشعار)

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ، سہیل سلطان صاحب briefly please۔

جناب سہیل سلطان: شکریہ جنابِ سپیکر! آج میں Budget دیکھ رہا تھا، اس میں میں نے دو چیزیں دیکھی ہیں۔ ایک ہے Servicing of Domestic Debt تو دوسرا ہے Repayment of Domestic Debt۔ میں خوش ہوا کہ شاید یہ وہی رقم ہے جو ہمارے صوبے خیبر پختونخوا کے مرکز کے اوپر بقایاجات ہیں، مگر جب میں نے confirm کیا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ رقم اس میں شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر صاحب! صوبہ خیبر پختونخوا وہ صوبہ ہے جو دہشت گردی سے سب سے زیادہ effect ہوا ہے۔ ہمارے بچے شہید ہو گئے، ہمارے بازار اُجڑ گئے، ہمارے schools تباہ ہو گئے، ہمارے گھر ویران ہو گئے۔

جناب سپیکر صاحب! آج بھی ہمارے مرکز کے اوپر چار ہزار سات سو اٹھائیس ارب روپے بقایا ہیں۔ جنابِ سپیکر صاحب! وزیرِاعلیٰ صاحب اور اُس کی پوری Cabinet آتی ہے، وزیراعظم صاحب کے ساتھ meeting کرتی ہے، اپنے مطالبات پیش کرتی ہے کہ ہمارا مرکز کے اوپر جو بقایا ہے وہ واپس کیا جائے۔

تو آج میں یہ واضح طور پر کہتا ہوں کہ یہ پیسہ نہ وزیرِاعلیٰ صاحب کا پیسہ ہے، نہ کسی MNA کا ہے، نہ کسی MPA کا ہے۔ یہ پورے خیبر پختونخوا کی عوام کا ہے۔ یہ ہمارے کسانوں کا پیسہ ہے، یہ ہمارے مزدوروں کا پیسہ ہے، یہ ہمارے طالب علموں کا پیسہ ہے جو ہمارے مرکز پر بقایا ہے۔

جناب سپیکر صاحب! آج بھی جب آپ اِس House میں بیٹھے ہوئے ہیں، اس وقت بھی بنوں میں ایک bomb دھماکہ ہوا ہے جس میں کافی لوگ شہید ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! اور یہ NFC Award کے تحت مرکز نے ایک فیصد اضافی صوبے کو دینے ہیں تاکہ وہ بھی دہشت گردی کا مقابلہ کر سکیں۔

جناب سپیکر صاحب! دو چیزیں یہاں پر بہت اہم ہیں۔ ایک ہے Article 160 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan، جس کے تحت ہر پانچ سال بعد NFC Award ہونا ہے اور اُس کے تحت صوبوں کے share متعین ہونے ہیں۔ اِس کے علاوہ Article 161 کے تحت جو صوبے کے مرکز پر net hydel profit ہے، جو صوبے کو دینے ہیں، وہ بھی بقایاجات ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! میں تھوڑی سی تفصیل آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ سات اضلاع، جن کو ہم ضم شدہ اضلاع کہتے ہیں، وہ صوبہ خیبر پختونخوا کے حوالے کیے گئے اور یہ وعدہ کیا، ایک agreement کے تحت، کہ سو ارب روپے مرکز نے ضم شدہ اضلاع کے لیے fund کی مد میں سالانہ صوبے کو دینے ہیں۔ اُس کی مد میں اب تک، جنابِ سپیکر صاحب، ہمارے صوبے کو 168 ارب روپے ملے ہیں اور 532 ارب روپے بقایا ہیں۔

جناب سپیکر صاحب NFC Award ! کے تحت ہمارے ضم شدہ اضلاع کے مرکز پر 1375 ارب روپے بقایا ہیں۔

جناب سپیکر صاحب! Net hydel profit کی اگر میں بات کروں تو وہ 2250 ارب روپے ہمارے مرکز کے اوپر بقایا ہے۔ یہ کل رقم بنتی ہے 4758 ارب روپے۔

جناب سپیکر صاحب! مراد سعید صاحب نے سوات کے لیے بہت سے projects مرکزی حکومت سے منظور کروائے تھے جب وہ وفاقی وزیر تھے۔اس میں ایک تھا کالام کے لیے grid station ۔جنابِ سپیکر! 2024 میں میں نے اسمبلی میں ایک سوال جمع کروایا اور اس میں جواب آیا کہ December 2024 تک یہ project complete ہو جائے گا۔آج 20 جون 2026 ہے، مطلب دو سال ہو گئے ہیں اور وہ project ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے۔

جناب سپیکر صاحب! آخری بات میں کرنے لگا ہوں۔ وزیراعظم صاحب نے اپنی تقریر میں ایران معاہدے کی سفارتی کامیابی کی بات کی، جس کو ہم بڑی کامیابی سمجھتے ہیں، مگر جنابِ سپیکر صاحب! ہم یہ بھی دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہماری Parliament کے اندر بھی ایک ایسا معاہدہ ہو جس کے تحت ہم ساری parties مل بیٹھ کر اس بات پر متفق ہو جائیں کہ جمہوریت کو مضبوط کرنا ہے، اس Parliament کو مضبوط کرنا ہے، اور عوام کے سب سے popular leader عمران خان کے خلاف جعلی cases ختم کرنے ہیں۔۔۔۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ جی، بیرسٹر عقیل ملک صاحب، please یہیں mic کھول دیں۔

وزیر مملکت برائے قانون وانصاف (جناب عقیل ملک): بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین!

یہاں پہ Budget کی proceedings کے دوران جو Charged Expenditure پر باتیں ہوئیں، اس پر Article 81 اور Article 82 جو آئینِ Pakistan کا ہے، اُس میں آئین سازوں نے، framers of the Constitution کو بہت واضح طور پر اس چیز کا ادراک بھی تھا جب آئین بنایا گیا، اس کو عمل میں لایا گیا، تو اس پہ ایک بڑا comprehensive framework دیا گیا ہے کہ public finance اور اس کے ساتھ اس Assembly کا یا parliamentary control جو ہے expenditure کا، اس پر۔

General rout تو یہ ہے کہ جو expenditure ہے Federal Consolidated Fund کا، وہ subject to approval of National Assembly ہوتا ہے۔ اس ایوان کا استحقاق ہے اور وہ arrow of Budget کے through ہوتا ہے، لیکن اس میں ایک exception بھی ہے کہ جو certain expenditures ہیں، جو آپ کے Charged Expenditures ہیں، جس میں judiciary کی بات ہوئی، جس میں صدرِ پاکستان کا دفتر ہے، جس میں آپ کا Auditor General of Pakistan ہے، Election Commission کے حوالے سے اس کی provisions ہیں۔

فاضل دوستوں میں جو aisle کے اس طرف ہیں، انہوں نے خاصی گفتگو کی، لیکن باوجود اس کے کہ ان کو اتنا وقت دیا سپیکر صاحب نے اور ڈپٹی سپیکر صاحب نے as a Custodian of this House، لیکن افسوس کہ جو انہوں نے اپنا سیاسی چورن اپنی تقریروں میں بیچا، Budget پر اور کوئی خاطر خواہ باتیں نہیں کیں۔ اسی طرح Charged Expenditure جو regulated ہے، Article 81 اور

Article 82 کے تحت،اور واضح طور پر اس پر discussion تو اِس House میں ہو سکتی ہے، لیکن اس میں vote نہیں ہو سکتا۔ لیکن جتنی باتیں اِس طرف بیٹھے میرے Opposition کے دوستوں نے کیں، انہوں نے آج بھی سیاسی چورن بیچا اور اپنی ایک ہی سیاسی فریاد، جو فروری 2024 سے لے کر آج دن تک، اُسی فریاد پر، اُسی مطالبے پر، یا اپنی اُسی بات پر قائم ہیں، جس کی نہ کوئی تک ہے، نہ کوئی سر پیر ہے۔ جو بات کی گئی Federal Constitutional Court کے حوالے سے، Supreme Court کے حوالے سے، اور High Court کے حوالے سے۔

جناب چیئر مین صاحب! گو کہ ہم سب قانون کے طالب علم ہیں اور ہم Legislators ہیں اور ہمارا کام قانون بنانا ہے، قانون میں ترمیم، آئین سازی، آئین میں ترمیم اور جو legislative work ہمارا کام ہے۔ لیکن مجھے انتہائی تعجب اور افسوس بھی ہوا اس بات پر کہ جتنے میرے فاضل دوست وہاں سے کھڑے ہو کر بات کر رہے تھے، majority ان میں وکیل بھی ہیں، just like myself۔ Article 68 کی اگر میں specifically بات کروں، .obviously there is a provision, Article 68 is very clear اور آرٹیکل 68 میں آپ کسی Judge کے conduct کو discuss نہیں کر سکتے اور آپ نے rightly اس کو نوٹ کیا، آپ نے ان کے وہ remarks expunge کیے، لیکن یہاں پر افسوس مجھے اس بات کا تھا کہ honourable Judges کا نام لیا گیا اور جس طرح کی الزام تراشی کی گئی، جس طرح کی باتیں کی گئیں، وہ انتہائی قابل مذمت اور قابلِ افسوس ہیں۔

اس کے ساتھ کہا گیا کہ جو اتنی کثیر رقم رکھی گئی ہے Federal Constitutional Court اور Supreme Court کے لیے، تو اس میں انصاف کی بات کی گئی، یا اعتماد کی بات کی گئی۔ چیئر مین صاحب! پاکستان کی 25 کروڑ عوام آئے روز انہی عدالتوں سے انصاف لے رہی ہے، لیکن ان کے انصاف کا پیمانہ یہ ہے کہ یہ اپنے تعصب کی عینک نہیں اتارنا چاہتے۔ یہ تعصب کی عینک سے ہی دیکھا جا رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قیدی نمبر 804 کو انصاف دیا جائے۔ انصاف کس طرح دیا جائے؟ کیا جیل کے دروازے کھول دیے جائیں؟ ماورائے عدالت، ماورائے آئین، ماورائے قانون، ساری چیزوں کو پیچھے رکھ کر، ان کے قیدی نمبر 804 کو فوری انصاف دیا جائے۔ وہ انصاف جو شاید نہ کسی قانون، نہ کسی آئین، نہ کسی کتاب میں ہو، جس کی کوئی مثال ملے۔ اس طرح کا انصاف یہ چاہتے ہیں۔

یہاں پر بات کی گئی کہ ہمارے cases نہیں لگتے۔ جناب چیئر مین صاحب! دو دن پہلے میری اپیل تو fix نہیں ہوئی تھی۔ 190 million pound case کی اپیل ہے مشہور زمانہ القادر ٹرسٹ کیس، اُسی کی اپیل تو دو دن پہلے Fix ہوئی۔ پھر suspension of sentence، جو 426 کی بات کی گئی، آپ کے لیے تو اچھی بات ہے کہ جب main appeal fix نہیں ہوتی تو اچھی بات ہے کہ merits پر آپ کی اپیل کا فیصلہ ہو گا۔ تو آپ اس میں لیت و لعل سے کام نہ لیں۔ آپ آئے روز یہ نہ کہیں کہ ابھی ہمیں instructions نہیں ہیں۔ اپیل

File کرتے وقت تو آپ لوگوں کے پاس وکالت نامے بھی موجود تھے، اپیلیں دائر کرتے وقت تو آپ نے اپنے کلائنٹس سے instructions لیں، لیکن اب جب اپیل fix ہو چکی ہے تو کہتے ہیں کہ ہمیں further instructions لینی ہیں جو ان کا رائٹ ہے اور لے سکتے ہیں۔

بحیثیت وکیل، میں سمجھتا ہوں کہ جتنی دفعہ ایک وکیل اپنے client کے ساتھ consult کرے، لیکن instructions بار بار change تو نہیں ہوتیں۔ اگر اپیل پر بات کرنی ہے تو آپ اپیل اُسی عدالت میں کریں۔ یہ بات کی گئی کہ ہمیں انصاف نہیں ملتا۔ کیا توشہ خانہ کے cases میں آپ کی اپیلیں منظور نہیں ہوئیں؟ کیا آپ کی suspension of sentence وہاں approve نہیں ہوئی؟ پھر کہتے ہیں کہ ان عدالتوں سے ہمیں انصاف نہیں ملا اور ان عدالتوں پر ہمیں بھروسہ نہیں ہے۔ تو خدارا، ہوش کے ناخن لیں۔ الزام لگاتے وقت نہ آؤ دیکھتے ہیں نہ تاؤ، لیکن بے جا قسم کی تنقید عدالتوں پر، فاضل Judges پر اور judiciary پر جس طرح کے بھونڈے الزامات لگاتے ہیں اور وہیں سے آپ کو انصاف ملتا ہے۔ معاملہ یہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! Election Commission کی بات کی گئی۔ یہ چیز ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ جہاں پر ان کے candidates جیتے، وہاں پر Election Commission میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جہاں پر ان کے candidates win کر جائیں، وہاں پر کوئی دھاندلی نہیں ہوئی۔ باقی جو سیاسی جماعتیں ہیں، ان کو بھی اسی پچیس کروڑ عوام میں سے لوگوں نے ووٹ دیے، وہ ان کو قابل قبول نہیں ہے۔ دہرا معیار یا یہ پیمانہ، کم از کم اس کا بھی خیال رکھیں۔

پھر بات کی گئی کہ ایک خاتون اور وہ کسی وقت خاتونِ اول تھیں، کہا گیا کہ اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں، اس کو politically victimize کیا جا رہا ہے۔ اس طرح کی الزام تراشی کی گئی۔ تو مجھے میرے فاضل دوست، جو aisle کے اس طرف ہیں، یہ بتائیں کہ کیا State depository میں جو تحفے جمع ہونے تھے، جو باہر آپ State visits پر گئے، تو اگر وہ سیاسی خاتون نہیں تھیں، یا سیاست سے واقعی کوئی تعلق نہیں تھا، تو پھر وہ انگوٹھیاں اور وہ ہار کہاں سے آئے؟ پاکستان کی بے عزتی اور بدنامی کر کے، سرِ بازار international market میں کم داموں میں بیچنے کی کوشش کی گئی۔ کم از کم یہ تو دیکھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اس خاتون کا تعلق سیاست سے نہیں تھا اور سیاسی victimization کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین! یہ تمام ترکیسز قانون اور آئین کے مطابق بنے ہیں، کسی کی خواہش، کسی کی فرمائش، یا کسی کے ایما پر نہیں بنے۔ اس کے بعد کہا گیا کہ عدالتیں آزاد نہیں ہیں۔ حکومتِ پاکستان نے، الحمدللہ، at the Ministry of Law and Justice ہم نے legal reforms undertake کیے ہیں۔ بیرسٹر گوہر صاحب نے کہا کہ انصاف کی جلد فراہمی، انصاف میں بہتری، یا اس پورے process میں جو reform آنی ہیں، ان کے لیے ہم کام کر رہے ہیں۔ بالکل ہم کام کر رہے ہیں۔ میں اور سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب اور ہماری پوری ٹیم، Ministry of Law and Justice، ہم CRPC میں amendment لے کر آئے۔ کہا گیا کہ وہ کہاں پر قانون ہے؟ تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ ابھی اسمبلی کی Standing Committee on Interior میں فی الوقت اس پر threadbare discussion

چل رہی ہے۔ یہاں پر کئی ایسے فاضل ممبران ہیں جو وہاں اس Committee کے Member ہیں۔ Criminal Procedure Code میں 60 سے زیادہ amendments ہم نے دی ہیں، تاکہ انصاف کی جلد فراہمی کو یقینی بنایا جاسکے۔ پھر کہا گیا کہ انصاف کی جلد فراہمی نہیں ہو سکتی۔ ہم نے E-Filing of appeals کو digitize کیا، اس پورے سسٹم کو، جس میں دولتِ مشترکہ نے وزارتِ قانون وانصاف کو Commonwealth Access to Justice Award 2026 دیا۔ یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ پوری Commonwealth Nations میں پاکستان کی وزارتِ قانون وانصاف کو یہ award دیا گیا۔

اس کے ساتھ کہا گیا کہ Election Commission of Pakistan نے Article 218 کے تحت اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی، free, fair and just elections نہیں کروائے۔ یہی میں کہتا ہوں کہ Electoral Reforms پر آکر بیٹھیں اور بات چیت کریں۔ وزیر اعظم پاکستان نے اور ہماری تمام تر دیگر جماعتوں نے، تمام ممبران نے، آپ کو وقتاً فوقتاً دعوت دی اور روزِ اول سے دے رہے ہیں، جب سے یہ حکومت قائم ہوئی۔ آپ اس کو seriously نہیں لیتے۔ آپ نہ بیٹھنے کے لیے تیار ہیں، پتہ نہیں کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ ان کے ساتھ نہیں بیٹھنا۔ یہ delaying tactics اور lame excuses عوام کو مت دکھائیں۔ اگر Electoral Reforms پر بات کرنی ہے، آج نہیں تو کل بیٹھنا ہوگا۔

پھر کہا گیا کہ Judges کی تعداد کیوں بڑھائی جا رہی ہے اور ابھی بھی Judicial Commission of Pakistan کا جو اجلاس ہوگا۔ میں گزارش یہ کرتا ہوں جناب چیئرمین! لاہور High Court کی بات کی گئی اور کہا گیا کہ Supreme Court میں آپ نے Judges کا نمبر بڑھایا ہے۔ Supreme Court میں پہلے 17 Judges ہوتے تھے۔ اس کے بعد یہ بات کی گئی کہ آپ نے Federal Constitutional Court قائم کیا۔ اس کے ساتھ اسی ایوان نے وہ amendment دو تہائی اکثریت کے ساتھ کی اور انصاف کی جلد فراہمی کو یقینی بناتے ہوئے ہم نے وہ ادارہ قائم کیا۔ یہاں پر کہا گیا کہ لاہور ہائی کورٹ کے Judges کی بھرتی، یا ان کی appointment، یا ان کی elevation کیوں ہو رہی ہیں۔ یہ بات زبان زدِ عام ہے اور یہاں کئی ایسے میرے فاضل دوست جو aisle کے اس طرف بیٹھے ہیں، وہ بخوبی جانتے ہیں کیونکہ وہ خود practicing lawyers ہیں۔ وکیل ہیں۔ ان کو یہ بات پتہ ہے کہ جو sanctioned strength تھی وہ تقریباً 60 کے لگ بھگ تھی، at a time کبھی بھی یہ 40 سے اوپر cross نہیں کی، تو ابھی بھی 20 سیٹیں خالی ہیں۔ اب یہ تو نہیں ہو سکتا، جب sanctioned strength آپ کی ہے کہ number of judges کی، آپ نے انصاف کی جلد فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔ جو judges کی docket ہے، اس کو اگر دیکھیں تو وہ ہر روز number of cases سنتے ہیں، پھر کئی cases جو ہیں وہ نہیں سنے جا سکتے، ٹائم کی کمی کی وجہ سے، تو یہاں پہ یہ چیز ذہن میں نہیں رکھی گئی، لیکن الزام لگا دیا گیا کہ judges جو ہیں، ان کی elevation کیوں ہو رہی ہے اور judges کو کیوں induct کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی میں بات کروں کہ الحمدللہ ان عدالتی اصلاحات اور قانونی اصلاحات کے پیشِ نظر، الحمدللہ اب جو

quality جو specific set of chambersسے جو judges آتے تھے،اب الحمدللہ وہ نہیں آتے۔اب merit کو،اب اس کی جو ہے،جو qualifications ہیں،ان تمام تر جو ایک پیمانہ set کیا گیا ہے،جو basic requirements ہیں،ان کو دیکھتے ہوئے جو tough of the lineآپ کے lawyers ہیں جو اچھی repute رکھتے ہیں،چاہے وہ کسی بھی Chamber سے کیوں نہ ہوں،ان سب کو موقع دیا جارہاہے اور سب کو merit کے پیمانے سے دیکھا جارہا ہے،اور merit سے ان کا induction کیا جارہا ہے۔

پھر اس میں کہا گیا کہ کسی قیدی کو کوئی بیماری ہے، کوئی آنکھ کا مسئلہ ہے،اس کو طبّی سہولیات فراہم نہیں کی جارہیں۔ پچھلی دفعہ تین سے چار مرتبہ، جناب چیئرمین !ان کو ہسپتال بھی لے کے جایا گیا، جو بھی بہتر اور بہترین طبّی سہولیات ہیں،ان سے ان کو آراستہ کیا گیا۔ چاہے وہ جیل کے اندر تھیں یا جیل کے باہر تھیں،وہ چیز ان کو نظر نہیں آتی۔اس کے ساتھ انہوں نے کہا کہ جی،اگر ایک شخص کی ذات کی بات ہے، میں تو یہی کہہ رہا ہوں،آپ اپنے تعصب کی عینک اتاریں جو آپ کا معیوب view ہے،اس حوالے سے مت دیکھیں۔ایک شخص کے پیچھے مت لگیں۔ یہ ایک شخص کے جو ذاتی interestsہیں،اس کو مت دیکھیں،ملک کا سوچیں، قوم کا سوچیں۔اس قوم کو اگر آگے لے کے جانا ہے تو ہمیں ایک میثاقِ جمہوریت کے بعد میثاقِ پاکستان کی ضرورت ہے اور میثاقِ استحکام کی ضرورت ہے،اور اس کے لیے تمام سیاسی جماعتوں کو،آج نہیں تو کل،اکٹھا ہو کر ایک میز پر بیٹھنا ہو گا۔

آخر میں transfer of judges کی بات کی گئی۔ میں اس میں صرف اتنا ہی کہوں گا کہ آئین کا Article 200 اس کو regulate کرتا ہے،اور واضح طور پر آئین کا Article 200 کو اگر دیکھیں تو وہ transfers ہوئیں،کسی نے کوئی objection نہیں اٹھایا، لیکن وہ شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار، اگر کہا جائے، تو میرے خیال سے یہ misplace نہیں ہو گا۔اور یہ دیکھنے کی ضرورت ہے،اگر آئین اور قانون کے مطابق transfers ہوئیں تو، جناب چیئرمین، کسی نے کوئی complaint تو نہیں کی۔ آج دیکھیں، وہ وہاں پہ اپنے respective Benches میں، respective High Courts میں،وہاں پر جا کے بہترین اور زبردست کام کر رہے ہیں۔ تو انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے،اور جلد انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے جو حکومت پاکستان نے جس قسم کے اقدامات اٹھائے ہیں،الحمدللہ اس کے ثمرات نظر آنا شروع ہو چکے ہیں،اور وہ اس قوم اور عوام کو،ان شاءاللہ ضرور ملیں گے۔اور انشاءاللہ اگلی دفعہ آپ دیکھیے گا، میری کوشش بھی ہو گی اور ہماری امید بھی ہو گی کہ اس سے زیادہ Budget جو ہے،اس Charged Expenditure میں عدالتوں کے حوالے سے، Judiciary کے حوالے سے رکھا جائے گا، جس کی demand ہے اور آپ کی خواہش ہے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرپرسن: بہت شکریہ جناب ڈاکٹر طارق فضل چوہدری صاحب، please۔

وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور (ڈاکٹر طارق فضل چوہدری): شکریہ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کا،اور اس کے بعد Speaker Sahib and Deputy Speaker Sahib کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ لوگوں نے جس honourable طریقے سے، جس patience سے اور صبر و تحمل سے اجلاس کی پوری کارروائی conduct کی ہے۔ کل میں نے جناب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر صاحب کو مبارک باد دی

تھی۔ آپ چونکہ اب، اس وقت Chair پر تشریف فرماہیں اور آپ نے بہت زیادہ وقت جو ہے، وہ اجلاس کی کارروائی کو Chair کیا، اور پہلے دن سے، جب سے میں دیکھ رہا ہوں کہ 12 تاریخ کو Budget پیش ہوتا ہے اور اس کے بعد شام کے کبھی آٹھ بجے، کبھی نو بجے without break, even ہم ہفتے اور اتوار کو بھی بیٹھے۔ ہر اجلاس کے اختتام پر Chair کی جانب سے یہ پوچھا جاتا رہا کہ کوئی بھی honourable Member دونوں sides میں سے اگر کوئی بات کرنا چاہے تو ہم بالکل بیٹھے ہیں۔ اور اس دفعہ تمام parties نے، جو وقت انہیں allocate کیا گیا تھا، کل بھی، یہ میں نے بات کی اپنی اختتامی تقریر میں، اس سے زیادہ انہوں نے وقت لیا، تو یہ بڑا خوش آئند ہے۔ اس میں جو Opposition کی participation ہے، healthy debate انہوں نے کی، اور انہوں نے اس میں participation کی۔ ہمارے جو allies ہیں، انہوں نے اس پر participate کیا، بڑے ہی productive انہوں نے اس پہ ہمیں مشورے دیے، وہ سارے، ان شاءاللہ جو بھی، ہمارے وزیرِ خزانہ نے wind up کیا، اس میں بھی انہوں نے سارا مجموعہ، ان تمام تجاویز کا رکھا۔ آج wind up کے بعد Charged Expenditure پر گفتگو ہوئی۔ تو آج ہمارا خیال تھا کہ شاید کچھ مثبت مشورے آئیں Opposition کی طرف سے، لیکن چاہے وہ بجٹ کی تقاریر ہوں یا Charged Expenditure کے حوالے سے گفتگو ہو، جناب چیئرپرسن! ٹوٹل پانچ ایسے topics ہیں، جن پر Opposition کی پوری تقاریر منحصر ہیں، اور پانچ points کے گرد ان تمام کی تقاریر گھومتی ہیں۔ پہلے تو یہ فردِ واحد کے گرد انہوں نے پاکستان کا پورا نظام گھمانے کی کوشش کی ہوئی ہے، وہ Budget ہو، وہ پاکستان کا Judicial System ہو، وہ پاکستان کی Parliament ہو، وہ صرف ایک فرد کے گرد انہوں نے گھمائی ہوئی ہے، جس کے بارے میں تھوڑی بات کروں گا۔ لیکن وہ پانچ موضوعات کیا ہیں، جو پچھلے آٹھ دن سے مسلسل ہر تقریر کا موضوع ہیں، عمران خان کی رہائی، عمران خان سے ملاقات، عمران خان کا علاج، Election 2024، اور اس کے بعد شعر و شاعری۔

جناب چیئرمین! یہ Budget اجلاس ہوتا ہے، یہ کوئی سیاسی تقاریر، کیلئے debating club نہیں ہے کہ یہاں پہ آپ صرف سیاسی تقاریر کر کے اپنی جان چھڑا لیں گے۔ بڑا to the point بڑی technical اس کے اوپر گفتگو ہوتی ہے۔ ان کے پاس اچھے مقرر بھی بیٹھے ہیں، technical لوگ ہیں۔ میں ایک کا نام لوں تو مناسب نہیں ہو گا، ایک تو میرے سامنے بیٹھے ہیں، Barrister Sahib انہوں نے ہر جگہ participate کیا، اچھے لوگ، اچھے مقرر، لیکن آپ اگر سیاست کو ہی تمام عمل میں حاوی کر دیں گے تو Budget کی تقاریر کا حسن، یا اس کی جو افادیت ہونی چاہیئے، اس Floor پہ وہ نہیں رہتی۔ آج جن موضوعات پر بات ہوئی ہے، اور جن اداروں کے حوالے سے Charged Expenditure پر گفتگو ہوئی ہے، مختصراً میں عرض کروں گا۔ Honourable colleague Barrister Aqeel Malik Sahib جو State Minister for Law ہیں، انہوں نے عدلیہ کے حوالے سے بڑی تفصیلی گفتگو کی، اس پر مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن میں صرف ایک جملہ یہ کہوں گا کہ ہمارے پارلیمانی لیڈر خواجہ آصف صاحب بیٹھے ہیں، ہماری government کو یہ credit

حاصل ہے کہ اللہ تعالٰی کے فضل سے جو judges کی تقرری تھی، جو اس Parliament کا کردار اس سے چھین لیا گیا تھا، وہ اس Parliament نے اپنی مرضی سے نہیں دیا تھا، چھین لیا گیا تھا،اس سے وہ کردار،اس Parliament کا،ہماری government نے واپس اس Parliament کو دلایا ہے۔ یہ credit ہے ہماری government کا، آپ کے پلے کچھ بھی نہیں تھا، لیکن جو جائز as per Constitution Parliament کا کردار تھا۔ آج honourable Member of the Opposition بھی اس Committee کا حصہ ہیں اور اس میں وزن رکھتے ہیں ان کی رائے بھی، تو یہ وہ کردار تھا جو آج واپس دلایا گیا ہے۔ لیکن انہیں ایک اور جملہ صرف عدلیہ کے بارے میں یہ کہوں گا کہ اب انہیں جو problem آ رہی ہے، وہ یہ آ رہی ہے، جس پر ان کو غصہ، ان کی نفرت کا اظہار اور احتجاج آپ کو نظر آ رہا ہے، وہ اس لیے کہ آج وہ عدالتیں موجود نہیں ہیں جو Barrister Sahib کو کہیں کہ "Good to see you"۔ تو Good to see you کی سہولت آج میسر نہیں ہے، اصل problem یہ ہے۔ باقی اللہ تعالٰی کے فضل سے دوسرا credit اس government کو یہ ہے کہ ہم نے وہ مقدمات، جو آئینی مقدمات تھے، اور وہ مقدمات Constitutional Bench کی شکل میں، اور وہ مقدمات جن سے پاکستان کے عام افراد کا تعلق ہے، جو پاکستان کے وہ لوگ تھے جو پندرہ، اٹھارہ، اٹھارہ سال تک متاثر ہو رہے تھے، انتظار کر رہے تھے، ان کے مقدمات نہیں لگ رہے تھے، وہ لوگ جو ہیں، ان کی سہولت کاری ہوئی ہے۔ انہیں فائدہ حاصل ہوا ہے Constitutional Bench بننے سے۔

جناب چیئرمین! Election Commission کے حوالے سے بڑی تفصیلی بات میرے colleague کر چکے ہیں، لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ Election Commission of Pakistan یہ جب تک کوئی فیصلہ آپ کی مرضی کا آتا رہا، آپ کو یہی Chief Election Commissioner بہت پسند تھے، ان کی آپ تعریفوں کے پل باندھتے رہے، لیکن جہاں جہاں آپ کو اختلاف ہے، اور یہ عدالتوں اور Election Commission کے بارے میں بھی ہے، کسی فیصلے سے آپ کو اختلاف ہے، نہ آپ نے عدلیہ کے کسی honourable Judge کو، نہ ہی ECP کے افسران کو، یا Chief Sahib کو چھوڑا، آپ نے اس طرح malign کیا، جو کہ کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے۔ Election Commission of Pakistan اپنا ایک بہترین کردار ادا کر رہا ہے۔ وہ election conduct کرنے ہوں، وہ ہمارے بلدیات کے elections ہوں، وہ اپنا role impartial طریقے سے بالکل ادا کر رہا ہے۔ میں Chief Sahib کے حوالے سے یہ کہوں گا، جو Chief Election Commissioner ہیں ڈاکٹر سلطان سکندر راجہ صاحب، میں ذاتی طور پر انہیں جانتا ہوں کہ وہ انتہائی credible انسان ہیں۔ انہوں نے اپنے career کا آغاز بطور Assistant Commissioner اسلام آباد سے کیا تھا throughout ان کا spotless career ہے اور آج بھی اگر تقرری کی آپ نے بات کی۔ تو اس میں بھی آپ چونکہ بیٹھنے سے بھاگتے ہیں، آپ چونکہ وہ constitutional requirement پوری نہیں کرتے، جو کسی بھی constitutional عہدے کی appointment کے لیے آپ کی presence ضروری ہوتی ہے اس وجہ سے یہ delay ہوتی ہے۔

جناب چیئر مین! میں کوشش کر رہاہوں کہ اختصار کے ساتھ چند باتیں ایوان کے سامنے رکھوں۔ پارلیمنٹ کی آپ نے بات کی کہ پارلیمنٹ میں یہاں جناب بہت زیادہ بھرتیاں ہو گئی ہیں اور فلاں ہو گیا ہے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ پارلیمان میں آپ کا اپنا کردار کیا ہے؟ آپ نے دیکھا کہ یہاں پہ آج بھی وزیر خزانہ موجود تھے اور میں انہیں appreciate کرتا ہوں کہ اس اجلاس کے دوران انہوں نے باوجود اس کے، تو یہ بھی اس ایوان کی میں یہ کہوں گا کہ elevation ہے ہماری گورنمنٹ کو credit جاتا ہے کہ پہلی دفعہ پاکستان کی تاریخ میں جو Standing Committees ہیں فنانس کی وہ قومی اسمبلی کی ہو، وہ سینٹ کی ہو، انہیں empower کیا گیا ہے۔ بجٹ وہاں باقاعدہ present ہوتا ہے، وہاں سے تجاویز آتی ہیں، وہاں سے بجٹ پاس ہوتا ہے، وہ ان تمام activities کے باوجود بھی یہاں انہوں نے maximum time دیا وزیر خزانہ نے اور جتنی بھی تجاویز آپ کی طرف سے آئیں وہ انہوں نے سنیں۔ لیکن آپ نے کیا کیا؟

ابھی تقریر شروع نہیں ہوئی وزیر خزانہ کی، ابھی سپیکر صاحب نے مائیک انہیں دیا، ابھی انہوں نے بسم اللہ نہیں پڑھی آپ نے یہاں پہ نعرے لگانے شروع کر دیے۔ کیا جناب عوام دشمن بجٹ نامنظور؟ کسان دشمن بجٹ نامنظور؟ او بھائی بجٹ کا بطور پارلیمانی وزیر مجھے نہیں پتہ کہ اس کتاب میں کیا لکھا ہوا ہے۔ ہماری کیبنٹ کو جب وہاں پہ مختصر تمام details دی گئی۔ یہ تجاویز آپ تک کیسے پہنچ گئیں؟ کہ جناب عوام دشمن بجٹ ہے۔ یہ ہے ان کا رویہ، غیر سنجیدگی، یہ ہے اس پارلیمان کے اندر ان کا وہ کردار جس میں انہیں غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پارلیمان مضبوط صرف گورنمنٹ کی طرف سے نہیں ہوتا، آپ بھی اس پارلیمان کو مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کریں۔

اور دوسری بات جب بھی آپ کو یہاں موقع دیا جاتا ہے گفتگو کرنے کا، کبھی کہتے ہیں جناب یہاں پہ censor ہو رہا ہے، کبھی کہتے ہیں فلاں ہو رہا ہے۔ عدلیہ کے حوالے سے باقاعدہ Articles کا حوالہ میں repeat نہیں کروں گا جناب عقیل ملک صاحب نے دیا کہ آپ sitting جج کے حوالے سے ایسے remarks نہیں دے سکتے۔ وہ تو آپ کہیں گے کہ یہ تو پارلیمان ہے۔ اس کا تو اپنا ایک تقدس اور تکریم ہے۔ آپ پریس کانفرنس میں کسی اور جگہ، میڈیا پہ بھی آپ وہ remarks نہیں دے سکتے۔

میں سمجھتا ہوں کہ اسی sanctity کے حامل، ہمارے قومی سلامتی کے ادارے ہیں۔ آپ جب ان کے خلاف گفتگو کرتے ہیں، تو آپ پاکستان کے خلاف گفتگو کرتے ہیں۔ آپ ریاست کے خلاف گفتگو کرتے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں بالکل وثوق سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ کا یہ مضبوط پارلیمان، آپ کی مضبوط فوج، آپ کے مضبوط دفاعی ادارے وہ اس ملک کی سلامتی کے ضامن ہیں۔ وہ مضبوط فیڈریشن کے ضامن ہیں، ہم نے اٹھارہویں ترمیم میں تمام صوبوں کو اختیارات دیے اور آج بھی ہم سمجھتے ہیں کہ کئی ایسی، آج صبح بھی میں تنویر صاحب کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ ہم فوڈ اینڈ ایگریکلچر پہ بات کر رہے تھے۔ مجھے وہ کہہ رہے تھے کہ آج بھی جو majority اختیارات ہیں وہ سارے صوبوں کے پاس ہیں۔ تعلیم اور ہیلتھ ہم نے صوبوں کو دی، کھیل اور ٹورزم صوبوں کے پاس چلا گیا۔ کئی اور جو

محکمے ہمارے یہاں وفاق کے تھے صوبوں کو دیے۔ لیکن اس فیڈریشن کو قائم رکھنے کے لیے، پاکستان کو مضبوط رکھنے کے لیے۔ آپ کو مضبوط دفاعی ادارےاور مضبوط فوج کی ضرورت ہے۔

بے جا تنقید اگر آپ ان اداروں پر کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کے سسٹم کے ساتھ زیادتی ہے۔ اور خاص طور پہ جن challenging حالات سے آج ہم گزر رہے ہیں۔ابھی جس طرح انڈیا کے ساتھ ہماری جنگ،انڈیا کے ساتھ جو معرکہ حق تھا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس میں کامیابی دی ۔اس کے بعد ابھی جو امریکہ اور ایران کی جنگ میں ہم ثالثی کا کردار ادا کر رہے تھے، اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ MoU سائن ہوااور اس میں بطور guarantor ہمارے پرائم منسٹر جناب شہباز شریف صاحب نے سائن کیے۔ کلیدی کردار فیلڈ مارشل سید عاصم منیر کارہا۔ ہمارے DPM میں ان کا بڑا مرکزی کردار رہا۔

یہ عزت بھی پاکستان کے حصے میں آئی۔ بہت بڑی عزت ۔جو قومیں صدیاں جیسے پرائم منسٹر نے کہاان کا خواب دیکھتی ہیں۔ لیکن جناب چیئرمین ! اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ بھی پتہ چلا ہم جب سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان ایٹمی قوت بنا، ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے دور میں پروگرام شروع ہوا۔ میاں نواز شریف صاحب نے ایٹمی دھماکے کر کے اس پاکستان کو اللہ کے فضل سے ایٹمی ملک declare کیا۔

جب سے ہم سن رہے ہیں پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے۔ آپ یقین جانیں کہ معرکہ حق کے بعد اور اس کے بعد امریکہ اور ایران کی جنگ کے بعد خدا شاہد ہے کہ مجھے پہلی دفعہ احساس ہوا کہ ایٹمی ملک ہونے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔اس کی افادیت کیا ہے؟ یہ کتنی بڑی پاکستان کے لیے ،اس کی حفاظت ،اس کی سالمیت ،اس کے دفاع ،اس کی عزت و تکریم ،اس کی حرمت کے لیے ،اس کی آزادی ،کتنے بڑے فخر کی بات ہے جس کے لیے ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم ایک ایٹمی ملک ہیں۔

ہمارے پاس ایک مضبوط فوج ہے۔ یہ دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں۔ آج خدانخواستہ اگر ہماری فوج کمزور ہو۔ تو جو انڈیا، جو ایک might ہے عددی اعتبار سے ،اس ریجن کے اندر وہ سمجھتا تھا کہ شاید میرا اب مکمل تسلط اور میری اجارہ داری قائم ہو چکی ہے۔ لیکن ہم نے دھول چٹائی اسے اللہ کے فضل سے۔ پوری دنیا نے، آج ہم نہیں پوری دنیا President of US ٹرمپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے اتنے جہاز پاکستان نے گرائے ہیں۔اس سے بڑی گارنٹی پوری دنیا کو اور کیا ہو سکتی ہے؟

تو یہ عزت جو آپ کو ملی ہے۔ آپ فوج پہ اور قومی سلامتی کے اداروں پر، دفاعی اداروں پر، بے جا تنقید کرنا یہ fashion سمجھتے ہیں۔اس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ فوج اگر دفاع کرتی ہے تو وہ جو Benches کے اس طرف بیٹھے ہیں ان کا بھی کرتی ہے، جو اس طرف بیٹھے ہیں ان کا بھی کرتی ہے۔ چاروں صوبوں کا کرتی ہے، گلگت بلتستان کا کرتی ہے، کشمیر کا کرتی ہے اور جتنی شہادتیں فوج دے رہی ہے اس وقت، ہمارے ڈیفنس منسٹر نے اس دن بتایا کہ تین سال میں چار ہزار سے زائد فوج کے افسران اور جوان شہید ہوئے۔ افسران اور جوان، جوان عمری میں۔ انہوں نے شہادتیں دیں، اپنی جان کے نذرانے دیے اس وطن کے لیے۔ بچے ان کے یتیم ہوئے۔ ان کی گھر میں جو بیویاں تھیں وہ بیوہ ہوئیں، ان کے ماں باپ راستہ دیکھتے رہے۔

لیکن آج میں یہ بات کرتے ہوئے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ جب ایک افسر یا جوان کا جسد خاکی، شہید کا ان کے گھر آتا ہے تو ان کے بوڑھے والدین کہتے ہیں۔ آج اگر ہمارا دوسرا بھی بیٹا اس وطن پہ قربان ہو گا تو ہمیں اس پہ فخر ہو گا۔ یہ جذبہ ہے جس کی ہم توہین کرتے ہیں یہاں پہ، جب ان کے خلاف ہم بات کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! سیاسی باتیں ہوتی رہتی ہیں یہ سیاسی پنجہ آزمائیاں یہ ہماری آپس میں چلتی رہیں گی۔ لیکن یہاں پہ یہ بھی کہا گیا کہ جناب فلاں کو غدار کہا گیا۔ ہم نہ کسی کو غدار کہتے ہیں، غداری کے سرٹیفکیٹ ہم نہیں بانٹتے۔ ہم نہ کسی کو کافر کہتے ہیں۔ یہ سرٹیفکیٹ نہ ہمارا اختیار ہے، نہ ہم یہ بانٹتے ہیں۔

لیکن جناب چیئرمین! میں مختصراً یہ عرض کر دیتا ہوں آپ کو کہ پہلے کشمیر کی بات کی گئی۔ کشمیر کے حوالے سے میں خود اس کمیٹی کا حصہ تھا۔ ایک سے ڈیڑھ منٹ میں لوں گا صرف۔ جو پرائم منسٹر آف پاکستان نے یہاں سے تشکیل دی تھی اور ہم اکتوبر 2025ء میں جوائنٹ ایکشن کمیٹی کے ساتھ جواب کالعدم ہو چکی ہے۔ مذاکرات کر کے آئے۔ 38 نکاتی معاہدہ ہم نے سائن کیا، 35 نکات ہم اس میں سے اب تک اس میں عمل درآمد کر چکے ہیں۔ اس کے حوالے سے میڈیا پہ پہلے بھی میں نے تفصیل سے بات کی ہے۔ یہ سوشل میڈیا پر بالکل جھوٹ بولا جا رہا ہے جو یہ کہتے ہیں جناب، کہ وہ clauses اور وہ نکات جو ہم نے اس معاہدے میں تسلیم کیے تھے، تحریری طور پہ وہ ہم نے پورے نہیں کیے۔ دو، تین میں صرف آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ ہم نے کابینہ کا سائز آزاد جموں وکشمیر کا 36 سے 20 کر دیا ہے۔ آج وہاں پہ 20 وزیر کام کر رہے ہیں۔ معاہدے سے پہلے 36 تھے، وزارتیں 36 تھیں۔ آج وزارتیں 20 کر دی گئی ہیں۔ کبھی کسی پر تشدد ہجوم کے کہنے پر کسی بھی ملک اور ریاست کی کابینہ کے سائز کا تعین نہیں کیا جاتا۔ یہ نہ ماننے والے مطالبات تھے۔ لیکن وہ سارے کے سارے ہم نے مانے کیوں؟ کشمیر کا امن؟ کشمیر کا حسن؟ کشمیر کی پاکستان کے ساتھ محبت؟ پاکستانیوں کی کشمیر کے ساتھ محبت؟

پھر اس واقعے میں جو ستمبر 2025ء کو جو متاثرین اور مہاجرین کی سیٹیں تھیں جن پر آج بات ہو رہی ہے۔ اس میں یہ بھی تھا کہ یہ جو مہاجرین کی سیٹوں پہ elected MLAs ہیں ان میں سے کوئی وزیر نہیں ہو گا۔ جناب چیئرمین آج جو کابینہ موجود ہے فیصل راٹھور صاحب کی PM Azad Kashmir ان میں ایک وزیر بھی 12 مہاجر سیٹوں میں نہیں ہے۔

جو معاوضہ law enforcing agencies کے شہید جوانوں کو دیا گیا۔ اسی کے بالکل من وعن متوازی جو معاوضہ ہے وہ دیا گیا۔ جو مظاہرین تھے جو ان میں سے لوگ ہلاک ہوئے تھے۔ یہ جو bullet injury کے لوگ تھے انہیں الگ معاوضہ دیا گیا۔ دوسرا زخمیوں کو دیا گیا۔ 177 FIRs ہم نے ختم کر دیں جن میں دہشت گردی کی FIRs بھی تھیں۔ جو اس مظاہرے کے دوران درج کی گئی تھیں۔ آپ کہتے ہیں کہ اس پہ عمل درآمد کوئی نہیں ہوا۔ نئے تعلیمی بورڈ بنا دیئے، مظفر آباد کا بورڈ بنا، پونچھ کا بورڈ بنا، اس کے بعد میرپور میں منگلا ڈیم raising تھی، اس سے جو لوگ متاثر ہوئے، اُن کے بجلی کے بل معاف کیے، انہیں allotments دیں، میں اب مزید تفصیل میں نہیں جاؤں گا لیکن ہمیں کشمیر سے محبت

ہے۔ وہاں کسی طرح کی افراتفری اور ہنگامہ آرائی اور سڑکوں پر تماشہ، ہم یہ قطعی طور پر نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔ ہم نے وہ سارا کچھ کیا، ہم نے کسی کو غدار نہیں کہا جو ابھی Joint Action Committee ہے ہم تین دن بیٹھے رہے اور اِن کے ساتھ مذاکرات کرتے رہے۔ اب اس دفعہ بھی جب یہ 12 سیٹوں کی بات ہوئی، اس پر تمام honourable Members نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا، لیکن یہ Constitutional matter ہے۔ بلاول بھٹو زرداری صاحب اور یہاں پر خواجہ آصف صاحب نے بھی یہی کہا۔ انہوں نے ان مہاجرین کی جو قربانیاں ہیں، ان کا بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اس کی قیمت ادا کی ہے۔ وہ جو ووٹ کا حق انہیں دیا گیا ہے انہوں نے اُس کی قیمت ادا کی ہے، قربانیاں دی ہیں، ہر گھر میں شہادتیں ہیں۔ ان کے آج بھی رشتہ دار مقبوضہ کشمیر میں بیٹھے ہیں۔ ہم یک جنبش قلم 7 لوگ یا 12 لوگ ایک بند کمرے میں بیٹھ کر کیسے مہاجرین کی 12 سیٹیں ختم کر دیں؟ یہ بات آج بھی کالعدم Joint Action Committee کو سمجھائی گئی۔ ہم اس دفعہ بھی 30 جون کو رانا ثناءاللہ صاحب کی سربراہی میں گئے۔ وہاں پیپلز پارٹی کے عمائدین بھی تھے۔ ہم نے کسی کو غدار نہیں کہا۔ لیکن جب آپ نے فیصلہ کر لیا، جب آپ نے ایک روش اختیار کر لی کہ ہر راستہ، چاہے وہ Constitutional Amendment ہے، چاہے کوئی اور راستہ ہے، وہ ہم نے تشدد کے ذریعے ہی حاصل کرنا ہے، تو یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ جب آپ قانون کو ہاتھ میں لیں گے تو پھر ظاہر ہے ریاست حرکت میں آئے گی۔ اور ہم آج بھی انہیں کہتے ہیں، یہ جو آپ کا دھرنا جاری ہے، اسے ختم کریں، اور اس کے بعد باقی حالات بہتر کرنے کی بات ہو سکتی ہے۔

اس کے بعد، میں نے جب یہ مذاکرات کی بات کی، تو میں اُسی سے link کروں گا، کل کے جو مناظر آپ نے اس پارلیمنٹ میں دیکھے، مجھے بہت اچھا لگا۔ میں نے اس کو Tweet بھی کیا کہ جس طرح Prime Minister of Pakistan دو دفعہ یہاں سے اٹھ کر Leader of the Opposition کی سیٹ پر گئے، ایک وہ Prime Minister تھے، جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہے، یہاں پہ چونکہ Leader of the Opposition جناب شہباز شریف صاحب بیٹھتے تھے، اگر یہاں انہیں سیدھا آنا پڑتا تو شاید کوئی eye contact ہو جاتا۔ وہ اِن کرسیوں پر سے پھلانگتے ہوئے آتے تھے، یہ خواجہ صاحب گواہ ہیں، اِدھر سے پھلانگتے ہوئے آتے تھے کہ مجھے ہاتھ نہ ملانا پڑ جائے۔ یار! یہ رویئے ہوتے ہیں جس کو آپ کہتے ہیں کہ وہ عالمی دنیا کا لیڈر رہے۔ خواجہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ کرسی turn کر کے بیٹھتے تھے، یہ رویئے ہوتے ہیں جن کو آپ سمجھتے ہیں کہ بہت کوئی عالمی رہنما بن چکے ہیں۔ یہ رویہ غیر پارلیمانی ہے، غیر جمہوری ہے، ہماری روایات کے خلاف ہے اور ہماری مشرقی تہذیب و تمدن کے خلاف ہے۔

پرائم منسٹر نے کل آتے ہوئے پہلے Leader of the Opposition سے ہاتھ ملایا۔ انہیں دو دفعہ تجویز دی کہ ہم بیٹھیں اور بات کریں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے۔ آج سے دو تین ماہ پہلے، اسد قیصر صاحب گواہ ہیں، بیرسٹر گوہر ہیں، Prime Minister of Pakistan اس سے پہلے بھی اُن کی سیٹ پر جا کر اُنہیں کہہ چکے ہیں۔ اس کے بعد رانا ثناءاللہ صاحب اور میں نے جا کر Leader of the Opposition سے

درخواست کی کہ بیٹھ کر بات کریں۔آج مجھے خوشی ہے کہ آج Opposition والے Prime Minister کے ساتھ بیٹھ کر بات کرنے کے لیے تیار ہیں۔

کل ہماری، میں نے علامتاً یہ بات کہی تھی، پرائم منسٹر کی اُس دعوت کے بعد ہماری رانا ثناءاللہ صاحب کی قیادت میں ایک Flag Meeting ہو چکی ہے،اسد قیصر صاحب، بیرسٹر گوہر صاحب، یہ ملک کے لیے ہے۔اس میں کسی کو ایک دوسرے سے کوئی favoritism نہیں چاہیئے۔ جگہ کا تعین ابھی Opposition کرے گی اور ہم انشاءاللہ تعالیٰ بیٹھیں گے اور بیٹھ کر بات کریں گے،اور ان مسائل کا حل، جو میں نے پانچ نکات بتائے،آپ کی ہر تقریر کا موضوع start سے لے کر end تک ہے،اُس کا حل انشاءاللہ تعالیٰ نکلے گا۔

جناب چیئرپرسن ! میں آپ کو یہ بھی عرض کر دوں، راستہ اس پارلیمنٹ سے نکلنا ہے، پرائم منسٹر کا favourite شعر میں جس کا آخری مصرع پڑھ رہا ہوں:

وطن کی ریت ذرا ایڑیاں رگڑنے دے
مجھے یقیں ہے کہ پانی یہیں سے نکلے گا

وہ راستہ آپ کی پارلیمان سے نکلنا ہے۔آپ جو تفریق اور نفرتوں کے بیج پاکستان کے ہر صوبے اور ہر گلی کوچے میں بو چکے ہیں، انہیں اس پارلیمنٹ سے کم کیا جا سکتا ہے۔اگر آپ یہاں سے کوئی امن، ترقی اور پاکستان کو مزید مستحکم کرنے کا پیغام دیں گے تو وہ انشاءاللہ تعالیٰ پاکستان کے ہر گلی کوچے میں پہنچے گا۔یہ صلح یہاں پہ ہو گی اور وہ صلح کسی کی ذات کی نہیں ہے، وہ اس ملک کے مسائل حل کرنے کی صلح ہے۔آج آپ دیکھیں، بلوچستان کے اندر challenges ہیں۔آج آپ دیکھیں فاٹا کے areas میں challenges ہیں۔آج آپ دیکھیں کہ اس ملک کی معاشی ترقی سب سے بڑا challenge ہے۔اُس کیلئے آپ اپنا کردار ادا کریں اور ہم اپنا کردار ادا کریں گے۔یہ ملک ہم سب کا ہے۔

آج ہمارے ایک honourable Member تقریر کر رہے تھے،انہوں نے بالکل صحیح کہا،انہوں نے کہا کہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں نے یہاں رہنا ہے۔ہم اس ملک کے امین ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنا یہ کردار بالکل ادا کریں گے۔

جناب چیئرپرسن !آخری ایک دو منٹ۔میں نے جو بات کی کہ جو آپ پورے نظام کا چاہتے ہیں کہ یہ ایک ایک فرد عمران خان کے گرد گھومے، ملک اور سسٹم اس طرح نہیں چلتے۔اب عمران خان سے ملاقات نہیں ہو رہی تو جناب KP کے بجٹ کو روک لو۔میں نے تو کہا، مجھے TV programme میں پوچھا گیا، میں نے کہا میں تو دعا کرتا ہوں کہ KP کا بجٹ روکیں تاکہ پہلی جولائی کو ان کی Government فارغ ہو جائے۔اب یہ نہیں پتا کہ KP کا بجٹ اگر روکیں گے تو پہلی جولائی کو آپ کی Government فارغ ہو جائے گی؟ کیسے ایک فرد کے اِرد گرد آپ State کے نظام کو گھما رہے ہیں۔میں وہ الفاظ دہرانا نہیں چاہتا کہ آپ کی ایک Member نے کہا، جناب! فلاں بندہ نہیں تو پاکستان نہیں، خدانخواستہ۔آپ اس طرح اس ملک کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔بہرحال، میں اب وہ تمام چیزیں جو کہنی تھیں نہیں کہوں گا کیونکہ آج ہم Flag

Meeting کر چکے ہیں اور انشاءاللہ تعالیٰ ہم مذاکرات کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ جناب چیئرپرسن! آخر میں، میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ سیاست بڑا مقدس پیشہ ہے لیکن اس کے لیے اگر آپ کی نیت ٹھیک ہو، اگر آپ اپنے causeاور اپنے مشن کے ساتھ sincere ہوں، ابھی ایک بھائی نے کہا کہ جناب ملک bleed کر رہا ہے، میں بالکل آپ سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہ جو ملک bleed کر رہا ہے اسے suture لگانے کی ضرورت ہے، ہم اللہ کے فضل سے لگا رہے ہیں، ہم اس سسٹم کو بہتر کر رہے ہیں، جہاں جہاں کوئی bleeding ہے، اس کو درست کر رہے ہیں، اس کی مرہم پٹی کر رہے ہیں۔ آپ مزید زخم نہ لگائیں، آپ اِس bleeding کو روکنے کی کوشش کریں، اسے بڑھانے کی کوشش نہ کریں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا، اور ہم نے کوشش کی کہ جو جو موضوعات جن پر آج بات ہوئی، ان کا اختصار کے ساتھ جواب دیا جاسکے۔ پاکستان زندہ باد۔

Mr. **Chairperson:** Thank you, Dr. Sahib. The House is adjourned to meet again on Sunday, the 21st June, 2026, at 11:00 a.m.

———

(The House was adjourned to meet again on Sunday, the 21st June, 2026, at 11:00 a.m.)

———